مدینۃ المسیح

قادیان ۷ - جنوری - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کے متعلق پونے دس بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا کے فضل سے حضور کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ البتہ نزلہ کی شکایت باقی ہے:-

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت کھانسی اور نزلہ کی وجہ سے علیل ہے۔ دعائے صحت کی جائے:-

کل بعد دوپہر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب حضرت مرزا شریف احمد صاحب - صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب - جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال جناب مولوی عبدالمغنی خان صاحب اور صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب موٹروں کے ذریعہ برائے تفریح پٹھان کوٹ تشریف لے گئے:-

خان محمد احمد خان صاحب ابن حضرت نواب محمد علی خان صاحب بعارضہ بخار - نزلہ و کھانسی بیمار ہیں - نیز چوہدری غلام حسین صاحب پنشنر دارالفضل گردن پر پھوڑا نکلنے کی وجہ سے بیمار ہیں - دعائے صحت کی جائے:-

آج بعد نماز ظہر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے نے صالحہ خاتون بنت بھائی محمود احمد صاحب کا نکاح چودھری رحمت علی صاحب ولد چودھری قاسم علی صاحب سے ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ خدا تعالے مبارک کرے:-

افسوس! صوبیدار محمد عبداللہ صاحب پنشنر برادر اکبر شیخ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انسانی اخلاق میں طبعی ہمدردی کب شمار ہوتی ہے

منجملہ انسان کے طبعی امور کے جو اس کی طبیعت کے لازم حال ہیں - ہمدردیٔ خلق کا ایک جوش ہے۔ قومی حمایت کا جوش بالطبع ہر ایک مذہب کے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ اور اکثر لوگ طبعی جوش سے اپنی قوم کی ہمدردی کے لئے دوسروں پر ظلم کر دیتے ہیں۔ گویا انہیں انسان نہیں سمجھتے۔ سو اس حالت کو خلق نہیں کہہ سکتے۔ یہ فقط ایک طبعی جوش ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ حالت طبعی کوؤں وغیرہ پرندوں میں بھی پائی جاتی ہے - کہ ایک کوے کے مرنے پر ہزارہا کوے جمع ہو جاتے ہیں - لیکن یہ عادت انسانی اخلاق میں اس وقت داخل ہو گی - جبکہ یہ ہمدردی انصاف اور عدل کی رعایت سے محل اور موقعہ پر ہو - اس وقت یہ ایک عظیم الشان خُلق ہوگا - جس کا نام عربی میں مواسات - اور فارسی میں ہمدردی ہے - اسی کی طرف اللہ جلشانہ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے۔ تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۰ ولا تھنوا فی ابتغاء القوم ولا تکن للخائنین خصیماً ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم ان اللہ لا یحب من کان خواناً اثیما - یعنے اپنی قوم کی ہمدردی اور اعانت فقط نیکی کے کاموں میں کرنی چاہیئے اور ظلم اور زیادتی کے کاموں میں ان کی اعانت ہرگز نہیں کرنی چاہیئے - اور قوم کی ہمدردی میں سرگرم رہو - تھکو مت - اور خیانت کرنے والوں کی طرف سے مت جھگڑو - جو خیانت کرنے سے باز نہیں آتے - خدا تعالے خیانت پیشہ لوگوں کو دوست نہیں رکھتا" (الحکم ۱۰ - جولائی ۱۹۰۲ء)

اقرار بیعت کی حقیقت

۳ - اپریل ۱۹۰۳ء کو بعض آدمیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی - تو حضور نے فرمایا:-

"تم کو چاہیئے کہ اپنے اس اقرار اور عہد کے موافق جہاں تک تمہاری سمجھ اور طاقت ہے - گناہوں سے بچتے رہو - کیونکہ اس اقرار کی دو تاثیریں ہوتی ہیں - یا تو آئندہ زندگی میں یہ فضل کا وارث بنا دیتا ہے - جبکہ وہ اپنے عہد پر قائم رہے گا - تو اللہ تعالے اپنے وعدہ کے موافق اس پر رحمت نازل کرے گا - اور جب اس اقرار اور عہد کو توڑے گا - تو عذاب کا مستحق ہوگا - کیونکہ جب وہ اللہ تعالے کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو توڑتا ہے - تو گویا اللہ تعالے کی توہین کرتا ہے - دنیا میں دیکھ لو کہ جب ایک آدمی کسی کو کوئی اقرار کر کے اسے توڑتا ہے تو وہ جرم عہد شکنی کا مرتکب ہوتا ہے - اور سزا پاتا ہے - اور اسی طرح خدا تعالے کے ساتھ جو عہد کر کے توڑتا ہے - وہ خدا تعالے کے حضور مجرم ٹھہر جاتا ہے اور اسے سزا ملتی ہے:-" (الحکم ۱۰ - اپریل ۱۹۰۳ء)

اس مشنری خاتون نے لکھا ہے۔ کہ بہت سے لوگ یسوع مسیح کی تعلیم سے دلچسپی لینے لگے ہیں۔ عموماً عورتیں اپنے مذہب سے غیر مطمئن ہو چکی ہیں۔ اور عیسائی مشنریوں سے میل و جول رکھنے اور ان کی باتیں سننے میں راحت محسوس کرتی ہیں۔

مہاراشٹر میں ہندو مسلم فساد کا خطرہ

حیدرآباد کے مشہور اخبار رہبر دکن ۸ شوال ھ نے یہ خبر شائع کی ہے۔ کہ آل دکن ہندو ویدک کانفرنس گذشتہ دنوں موضع نینڈا پور میں منعقد ہوئی تھی۔ ہندو مہاسبھا کے صدر مسٹر ساورکر بھی اس میں شریک تھے۔ اور بھی بہت سے ہندو لیڈر موجود تھے۔ سب کے مشورہ سے طے پایا۔ کہ آئندہ محرم کے پہلے جمعہ کو مہاراشٹر کے تمام دیہات میں ہندو عوام عین نماز جمعہ کے وقت مساجد کے سامنے سے باجہ بجاتے ہوئے گذریں۔ مہاراشٹر کے دیہات میں مسلمانوں کی آبادی نہایت قلیل ہے۔ اور وہ نہایت بے کسی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ عین نماز جمعہ کے وقت مساجد کے پاس سے منظم طور پر باجہ بجاتے ہوئے گذرنے کے یہ معنے ہیں کہ جنگ کی طرح ڈالی جائے اور اگر مسلمان چون و چرا کریں تو ان پر انتہائی ستم ڈھائے جائیں۔

شولاپور میں آریہ کالج

مہاشہ خوشحال چند صاحب خورسند آف ملاپ کے متعلق ان کے اخبار نے یہ خبر شائع کی ہے۔ کہ وہ بمبئی۔ کانپور۔ لکھنؤ وغیرہ مقامات کا کامیاب دورہ کر کے ایک ماہ کے بعد واپس پہنچے ہیں۔ اس دورہ کی غرض یہ تھی۔ کہ حیدرآباد کے ہندوؤں کے لئے شولاپور میں جو کالج کھولنے کی تجویز ہے۔ اس کے لئے سرمایہ فراہم کیا جائے۔ مہاشہ جی نے ۶۵ ہزار روپیہ جمع کر لیا ہے۔ اس دورہ کے سلسلہ میں حیدرآباد جا کر ستیہ آگرہ کے بعد وہاں کے ہندوؤں کی حالت کا مشاہدہ کرنا بھی ان کے پروگرام میں داخل تھا۔ مگر حیدرآباد پرتی ندھی سبھا کی طرف سے ان کو اطلاع دی گئی۔ کہ وہ فروری میں ایک بہت بڑی آریہ کانفرنس کا انعقاد کر رہی ہے جس میں ان کی شمولیت ضروری ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے اس وقت وہاں جانا ملتوی کر دیا۔

ڈاکٹر مونجے کا پیغام نوروز

نوروز کی تقریب پر ڈاکٹر مونجے نے اہل بنگال کے نام ایک پیغام شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ہندو مہاسبھا کا اجلاس کلکتہ گویا ہندوستان کی سیاسی نجات کے سلسلہ کا اہم قدم ہے۔ اس اجلاس کا کانگرس اور حکومت پر بھی ضرور گہرا اثر ہوا ہوگا۔ اور گاندھی جی پر بھی۔ گاندھی جی نے ہندوستان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کا جسم اور روح مسٹر جناح کے حوالہ کر رکھی ہے۔ ان حالات میں بنگال پر ایک نہایت مقدس فرض عائد ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ ہندوستان کو ہندو دہرم اور ہندو سبھا کے لئے دوبارہ فتح کرے۔ اگر وہ اس رستہ میں رہنمائی کرے۔ تو ہم مرہٹے نہایت وفاداری کے ساتھ پیچھے چلیں گے۔ اور اس کے جھنڈے کے نیچے مرمٹیں گے۔

ہندو سکھ اتحاد

سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ صاحب کے ہندو مہاسبھا کے اجلاس کلکتہ میں شریک ہونے کا ذکر ایک گذشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ واپس آتے ہوئے آپ کانپور میں ٹھہرے۔ اور ایک تقریر کی۔ جس میں کہا کہ مشترکہ مفاد کی حفاظت کے لئے ہندوؤں اور سکھوں کا متحد ہونا نہایت ضروری ہے۔ اور انہیں چاہئیے کہ آپ اپنے آپ کو بالکل فوجی لائنوں پر منظم کریں۔ ان دونوں کا اتحاد ہندوستان کی آزادی کے لئے نہایت ضروری ہے۔

بھائی نظام الدین صاحب مرحوم

بھائی نظام الدین صاحب ٹیلر کی وفات کی خبر اخبار میں پڑھ کر ازحد افسوس ہوا۔ مرحوم اس ملک میں شاید ۱۹۰۷ء میں تشریف لائے تھے۔ مرحوم پہلے تو یوگنڈا گئے اور پھر کچھ مدت کے بعد نیروبی تشریف لے آئے۔ جہاں دوکان کھولی اور کام کرنا شروع کیا۔

بھائی نظام الدین صاحب کو تبلیغ کا ازحد شوق تھا۔ آپ کی دوکان پر تبلیغ کا سلسلہ صبح سے شام تک جاری رہتا۔ احمدیت کی کتابیں دوکان پر موجود رہتیں۔ اس زمانہ میں ہماری باقاعدہ جماعت نہ تھی۔ اور احمدی بھی دو تین ہی تھے بھائی نظام الدین صاحب چندہ جمع کر کے بھجوا دیا کرتے تھے۔ میں چونکہ چندہ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام ہی روانہ کیا کرتا تھا۔ لیکن بھائی مرحوم ملیٹن میں آکر کئی دفعہ چندہ لے جایا کرتے اور کہا کرتے کہ علیحدہ چندہ بھیجنے میں برکت نہیں ہوتی۔

بھائی نظام الدین صاحب نہایت ہی پُرجوش احمدی تھے۔ جب آپ کا بڑا لڑکا عبدالحمید نیروبی میں فوت ہوا۔ تو انہوں نے اف تک نہ کی۔ نہایت صبر سے میت کے پاس بیٹھے رہے۔ پھر مسجد میں آکر نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ہم لوگ جنازہ اٹھا کر قبرستان لے گئے۔

جب آپ نے ۱۹۱۶ء یا ۱۹۱۷ء میں ہندوستان جانے کا ارادہ کیا تو دوکان کو بند کر دینے کا فیصلہ کیا۔ میں اکیلا ہی اس بات کے مخالف تھا اور میں نے صلاح دی کہ بند نہ کریں۔ لیکن مرحوم کو قادیان جانے کا ازحد شوق تھا ایک ہندو کو دوکان فروخت کر دی کہنے لگے ہزار بارہ سو روپیہ تو ضرور ہی بچ جاوے گا اور یہ ہی بہت ہے۔ جب دوکان ایک دو دن میں فروخت کر دی تو ایک روز بھاگے بھاگے شام کے وقت میرے پاس ہسپتال میں آئے۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ کہنے لگے آپ کو پتہ ہے کہ مجھ کو دوکان سے کیا بچت ہوئی۔ میں نے کہا آپ کہتے تھے کہ ہزار بارہ سو روپیہ بچ جائیں گے۔ کہنے لگے میں بھاگتا ہوا اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو اطلاع دوں۔ مجھ کو دوکان سے نقد دس ہزار روپیہ بچ گیا ہے۔ اور اس قدر رقم تو میرے خواب خیال میں بھی نہ تھی۔ اس لئے یہ تو پھر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

جب دوسری دفعہ اس ملک میں تشریف لائے تو آپ نے کھلے رستوں پر احمدیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ اس وجہ سے مخالفت بہت بڑھ گئی اور آپ کی دوکان نہ چلی اور آپ کو واپس ہندوستان جانا پڑا۔ پھر تیسری بار اس ملک میں تشریف لائے۔ لیکن کام پھر بھی نہ چلا اور آپ کو واپس جانا پڑا۔ غرض مرحوم بھائی بڑے پایہ کے احمدی تھے۔ بڑے خوش خلق۔ طبیعت میں مذاق بھی بہت تھا۔ لیکن گھر میں ہوں یا باہر کسی دوست کے پاس ہوں یا کسی دشمن کے۔ احمدیت کی باتیں ہی سنایا کرتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے

خاکسار۔ عبداللہ احمدی کراتین کینیا کولونی

نتیجہ امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۹۳۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا امتحان پاس کرنے والوں کے نام اخبار میں شائع ہو چکے ہیں۔ کامیاب ہونے والوں کو نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے سندات دی جاتی ہیں۔ لیکن سندات کے اندراجات کو مکمل کرنے کے لئے صحیح نام۔ ولدیت اور سکونت کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس لئے جو دوست اور بہنیں امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ وہ اپنی ولدیت اور سکونت صاف لکھ کر دفتر تعلیم و تربیت کو بھجوا دیں۔ تاکہ سندات کے جاری کرنے میں تاخیر نہ ہو۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ایک بلند پایہ طبی رسالہ کا اجراء

جنوری ۱۹۴۰ء سے زبدۃ الحکما حکیم ولایت حسین صاحب کی سرپرستی میں لاہور سے ایک بلند پایہ طبی رسالہ موسومہ بہ "اشاعت طب" اشاعت پذیر ہونا شروع ہوگا۔ اس رسالہ کا مقصد طب قدیم و جدید اور نیز مخلوق خدا کی مخلصانہ خدمت ہوگا۔ جو حضرات طب سے دلچسپی رکھتے ہوں ان کی اطلاع آنے پر نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہوگا۔ منیجر رسالہ اشاعت طب لاہور

"الفضل" کا خلافت جوبلی نمبر

جن اصحاب نے "الفضل" کا جوبلی نمبر جلسہ کے موقع پر حاصل نہیں کیا۔ وہ اب ضرور منگالیں۔ اس کا ایک ایک مضمون نہایت قیمتی اور ایمان افروز ہے قیمت درجہ اول ۱۲ درجہ دوم ۸

"الفضل" کے نئے خریدار بننے والوں کو یہ پرچہ مفت دیا جائے گا۔ جلد درخواستیں ارسال فرمائیں۔

(منیجر)

کراؤن بس سروس

وقت کی پابندی اور آرام زیادہ اس کا پہلا اصول ہے

پہلی سروس صبح ڈلہوزی کے لئے ۴½ بجے جو کسی جگہ نہیں ٹھیرتی ہے۔ باقی سواری سروسیں ہر گھنٹہ کے بعد پٹھانکوٹ۔ ڈلہوزی۔ کانگڑہ۔ دہرمسالہ وغیرہ کو چلتی ہیں۔ گدیاں سپرنگدار۔ لاریاں بالکل نئی مسافر کے لئے آرام دہ ہیں۔ وقت کی پابندی کا خاص خیال ہے۔ شمالی ہندوستان میں واحد بس سروس ہے۔ جو کہ وقت کی پابند ہے۔ قادیان کے سفر کرنے والے احباب ہمارے نمائندہ عبد القدوس صاحب ایجنٹ اخبارات سے مزید معلومات حاصل کریں۔

منیجر کراؤن بس سروس بشمولیت ریاض آرمی ٹرانسپورٹ کمپنی پٹھانکوٹ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی تازہ تصنیف

سلسلہ احمدیہ

گذشتہ سال مجلس مشاورت میں یہ تجویز ہوئی تھی۔ کہ جلسہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر ایک ایسی کتاب لکھ کر شائع کی جائے جس میں سلسلہ احمدیہ کی پچیس سالہ تاریخ اور احمدیت کے مخصوص عقائد وغیرہ درج ہوں۔ تاکہ یہ کتاب غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کو عام تبلیغی اغراض کے ماتحت پیش کی جا سکے۔

سو جماعت کی خوش قسمتی ہے۔ کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی ایک کتاب "سلسلہ احمدیہ" کے نام سے رقم فرمائی ہے۔ جو چھپ چکی ہے۔ اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانحیات۔ سلسلہ احمدیہ کی پچاس سالہ تاریخ۔ سلسلہ کے تبلیغی تنظیمی اور تربیتی کارنامے۔ احمدیت کے مخصوص عقائد۔ نظام خلافت اور اس کی اہمیت۔ خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات۔ سلسلہ کا نظام۔ سلسلہ کی موجودہ وسعت اور احمدیت کے مستقبل کے متعلق خدائی وعدے وغیرہ نہایت ہی خوش اسلوبی سے بیان کئے گئے ہیں۔ جماعت میں اپنی طرز کی یہ پہلی کتاب ہے۔ اس کے انداز بیان اور طرز تحریر میں جو دلکشی اور خوبی ہے۔ اس کے لئے مصنف کا نام نامی ہی کافی ہے۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بہت سے دوستوں نے اسے خریدا ہے۔ اور اب اس کے مطالعہ سے انہیں معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ یہ تصنیف کس بلند پایہ کی ہے۔ نہ صرف یہ کہ ہر احمدی گھر میں اس کا موجود ہونا ضروری ہے۔ بلکہ غیر احمدی اور غیر مسلموں میں بھی اس کی اشاعت کثرت سے ہونی چاہئے۔ تاکہ انہیں جماعت احمدیہ کے متعلق صحیح اور مستند حالات معلوم ہو سکیں۔

کتاب کا حجم ۲۴۴ صفحات ہے۔ کاغذ اچھی قسم کا لگایا گیا ہے۔ اور کتابت اور طباعت بھی عمدہ رنگ میں کرائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں کتاب میں چھ عدد فوٹو بھی لگائے گئے ہیں۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود کتاب کی قیمت فی الحال صرف **ایک روپیہ** مقرر کی گئی ہے۔ تاکہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔

پس جن احباب نے یہ کتاب ابھی تک نہیں خریدی انہیں چاہئے۔ کہ وہ اسے مندرجہ ذیل پتہ سے جلد تر منگوا لیں۔ اور جنہوں نے جلسہ کے موقعہ پر اسے خرید لیا ہے۔ وہ اپنے غیر احمدی اور غیر مسلم دوستوں کو دینے کے لئے مزید نسخے منگوا لیں۔ کیونکہ بوجہ اس کے کہ موجودہ قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔ اس بات کا امکان ہے۔ کہ کچھ عرصہ کے بعد قیمت زیادہ ہو جائے۔

منیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

لنڈن ۵ جنوری - اناطولیہ میں آج پھر زلزلہ کے جھٹکے محسوس ہوئے۔ مگر نقصان کوئی نہیں ہوا۔ سیلاب نے آج خطرناک صورت اختیار کرلی - دریائے دجلہ یکدم ابل پڑا - اور جنوب مشرقی علاقہ کے لئے تباہی کا موجب ہوا۔ دیاربکر کا تاریخی شہر زیر آب ہے۔ ایک جیل بالکل تباہ ہوگیا۔ اور سوائے پچاس کے تمام قیدی ملبہ کے نیچے دب گئے - ان زلزلوں اور سیلابوں سے ۵۰ ہزار تک ہلاک ہوئے ہیں جنگ عظیم میں ۱ ہزار ہوئے تھے۔

واشنگٹن میں تقریر کرتے ہوئے برطانیہ کے لارڈ لوتھیان نے کہا۔ کہ یہ امر یقینی ہے کہ بہار کے آغاز میں جرمنی شدید حملہ کرے گا۔ لیکن یہ بھی یقینی ہے کہ ہم اسے روک سکیں گے۔ یہ حملہ دنیائے انسانیت کے لئے غیر معمولی طور پر شدید ہوگا - مگر فتح اسی کی ہے جس کی بحری طاقت مضبوط ہو۔ ہٹلر کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ وہ نئی نئی ایجادوں سے برطانوی بحری بیڑے کو شدید نقصان پہنچا سکے گا۔

آج حکومت نے ایک اعلان کے ذریعہ تمام ان جہازوں کو جو انگلستان میں رجسٹر ہیں - اپنی نگرانی میں لے لیا ہے - آئندہ مال اٹھانے اور سفر کے لئے رستہ اختیار کرنے میں وہ حکومت کی ہدایات کے پابند ہونگے۔ ہندوستان اور مستعمرات میں رجسٹر شدہ جہاز اس سے مستثنیٰ ہونگے۔

سالا کے محاذ پر فنوں کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے - اور وہ اس مقام پر دوبارہ قابض ہو گئے ہیں حکومت ناروے نے فیصلہ کیا ہے کہ فن لینڈ کو برف پر چلنے والی دو سو گاڑیاں مفت مہیا کی جائیں - ڈاکٹر بھی کافی تعداد میں بھیجے جا رہے ہیں۔

چینگ کنگ ۵ جنوری - اس سال کے پہلے دن چینیوں نے کانٹن کے محاذ پر جاپانیوں کو سخت شکست دی ۱۰ ہزار جاپانی ہلاک ہوگئے - آج شہر میں اس فتح پر جشن منایا جا رہا ہے۔

لنڈن ۵ جنوری - روم سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں - کہ اٹلی میں سامان خورا[ک]...

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کو سرکاری طور پر تقسیم کرنے کا طریق بہت جلد نافذ ہونے والا ہے۔ ۱۰ فروری سے قہوہ سرکاری طور پر تقسیم ہوا کرے گا

پیرس میں آج جو سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔ اس میں بیان ہے کہ کل مغربی محاذ پر کوئی قابل ذکر کارروائی نہیں ہوئی - فریقین کے طلایہ گرد دستے سرگرم عمل ہیں۔

وزارت پرواز کا ایک اعلان مظہر ہے کہ برطانیہ کے جنگی طیاروں نے جرمنی کے جنوب مشرقی ساحل پر کامیاب پرواز کی - جرمن طیارہ شکن توپوں کی گولہ باری ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکی۔

حکومت جرمنی نے اعلان کیا ہے کہ میدان جنگ میں لڑنے والے سپاہی اگر کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہیں تو اپنے کمان افسر کو اطلاع دیں - دو ماہ کے اندر ان کی شادی اس سے رجسٹر ہو جائے گی اس اثناء میں اگر وہ مارے جائیں - تو بھی یہ شادی رجسٹر ہو جائے گی۔

روم کے ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے کہ ماسکو اور لینن گراڈ میں اجناس خوردنی کی قلت نے عوام میں شدید بے چینی پیدا کر دی ہے - اس قلت کی وجہ فن لینڈ پر روس کی فوج کشی بیان کی جاتی ہے۔

کراچی ۵ جنوری - سندھ میں حال میں جو فسادات ہوئے ہیں - ان کے پیش نظر حکومت دیہاتی باشندوں کو فیاضی سے آتشیں اسلحہ کے لائسنس دے رہی ہے چنانچہ دسمبر میں تین ہزار لائسنس دیئے گئے ہیں۔

دہلی ۵ جنوری - اس وقت مرکزی اسمبلی میں ۲۹ ممبر نامزد شدہ ہیں۔ ۲۶ سرکاری افسران اور ۳ غیر سرکاری اب گزٹ آف انڈیا میں اعلان کیا گیا ہے کہ آئندہ ۲۰ سرکاری اور ۹ غیر سرکاری ممبر نامزد ہوا کریں گے۔

پشاور ۵ جنوری - رائل ایر فورس کے طیاروں نے محسودوں کے علاقہ پر بے شمار سرخ اشتہار پھینکے ہیں۔ جن میں تنبیہ کی گئی ہے - کہ اگر انہوں نے سڑکوں کو خراب کرنے یا پلوں کو مسمار کرنے کی کوشش کی - تو ان پر طیاروں کے ذریعہ بمباری کی جائے گی۔

دہلی ۵ جنوری - سنٹرل اسمبلی کی کانگرس پارٹی ۸ یا ۱۴ فروری کے اجلاس میں شریک ہوگی - تا ممبری قائم رہ سکے۔

لنڈن ۵ جنوری - پولیس نے کل شہر کے مختلف حصوں میں چھاپے مار کر بیس اشخاص کو گرفتار کیا - جو انقلاب پسند ری پبلکن پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔

مدراس ۵ جنوری - معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی میول کور کا ایک اور دستہ فرانس پہنچ گیا ہے۔ اس سے قبل بھی اس کور کے کئی ہزار ہندوستانی وہاں پہنچ چکے ہیں ان کے ساتھ جو خچریں ہیں - انہیں بھی محاذ پر بھیجا جا رہا ہے۔

لاہور ۵ جنوری - کانگرس ورکنگ کمیٹی نے پنجاب کانگرس کے سابق جنرل سکرٹری کو غبن کے جرم میں پانچ سال کے لئے کانگرس کی ابتدائی ممبرشپ سے علیحدہ کر دیا ہے۔ ایک تحقیقاتی کمیشن نے رپورٹ کی تھی۔

ناگپور ۶ جنوری - آج وائسرائے نے ناگپور ہائیکورٹ کی نئی عمارت کا افتتاح کرتے ہوئے ایک طویل تقریر کے دوران میں کہا - کہ کسی ملک میں اجتماعی اور انفرادی آزادی کا اندازہ وہاں کے محکمہ انصاف کے معیار سے کیا جا سکتا ہے - محکمہ انصاف ایک بنیاد ہے جس پر آزادی کی عمارت تعمیر ہو سکتی ہے اور جس ملک میں انصاف کا معیار بلند نہیں - وہاں کے لوگوں کی مادی ترقی بے معنی ہوتی ہے۔

برلن ۵ جنوری - نازی حکام اپنے مخالفوں کو شدت سے دبا رہے ہیں صرف ایک ماہ کے عرصہ میں نظر بند شہریوں کی تعداد ۱۲ ہزار...

اشخاص کو گرفتار کیا گیا - اور ایک ہزار کو گولی سے اڑا دیا گیا ہے - اب جرمنی میں ایک نئی پارٹی قائم ہوئی ہے - جو نیشنل طرز کی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے۔

لنڈن ۵ جنوری - برطانیہ کے وزیر جنگ مسٹر ہور بلیشیا اور وزیر اطلاعات لارڈ میکملن مستعفی ہو گئے ہیں۔ وزیر جنگ نے لکھا ہے کہ میں اس عہدہ کے فرائض سر انجام نہیں دے سکتا - گو وزیراعظم کی پالیسی سے مجھے کوئی اختلاف نہیں - وزیر اطلاعات نے لکھا ہے کہ میں چونکہ دارالعوام کا ممبر نہیں - اس لئے اس عہدہ پر نہیں رہ سکتا - مسٹر اولیور سٹینلے کو وزیر جنگ اور سر جان ریتھ کو وزیر اطلاعات مقرر کیا گیا ہے۔

دہلی ۶ جنوری - سنٹرل اسمبلی میں عنقریب ایک زراعتی بل پیش ہونے والا ہے۔ جس کے ماتحت گندم وغیرہ زراعتی پیداوار کی برآمد پر ٹیکس لگایا جائے گا تا زراعتی ریسرچ کے مرکزی محکمہ کے اخراجات کو پورا کیا جا سکے۔

امرتسر ۶ جنوری - گورنر پنجاب نے امرتسر میونسپلٹی کو حکم دیا تھا - کہ وہ ٹیوبرکلوسس (تپ دق) ہسپتال کے نزدیک درختوں اور پودوں کی نرسری والی زمین کو دو سال کے اندر اندر ہسپتال کے حوالہ کر دے - اور درختوں کو کٹوا دے - نیز یہ کہ اس زمین کا کوئی معاوضہ اسے نہیں دیا جائے گا کمیٹی نے فیصلہ کیا - کہ چونکہ یہ جگہ کمیٹی کی ملکیت ہے - اس لئے اس حکم کی تعمیل نہیں کی جا سکتی۔

لاہور ۶ جنوری - آج شب کے سوا نو بجے انقرہ (ٹرکی) سے ہندوستانی زبان میں زلزلے کے حالات براڈکاسٹ کئے گئے - انقرہ کا ریڈیو میٹر ۳۱-۷۰ ہے۔

لاہور ۶ جنوری - پنجاب اسمبلی کا پاس کردہ قانون بے نامی قطع گرد اسپورٹس بھی نافذ کر دیا گیا ہے۔

استنبول ۵ جنوری - اتحادی ٹرکی سے وہ تمام اجناس خرید کریں گے جو جنگ سے پیشتر جرمنی خریدا کرتا تھا - اتحادیوں اور ٹرکی کے درمیان اقتصادی اور مالی گفت و شنید کا [illegible]

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا - ایڈیٹر غلام نبی

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

جلسہ خلافت جوبلی سنہ ۱۹۳۹ء کے انتظامات کے اختتام کی تقریب پر

قادیان ۷ جنوری - جلسہ خلافت جوبلی سنہ ۱۹۳۹ء کے انتظامات بخیر و خوبی ختم ہونے پر مدرسہ احمدیہ کے صحن میں صبح سوا نو بجے کے قریب کارکنان جلسہ کا اجتماع ہوا۔ جہاں سٹیج پر لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام کیا گیا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تشریف لانے پر جلسہ سالانہ کے انتظامات کرنے والی پانچ نظامتوں کی طرف سے رپورٹیں سنائی گئیں۔ پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے سوا دس بجے سے سوا بارہ بجے تک تقریر فرمائی۔ جس میں حضور نے اہم امور کی اصلاح کے متعلق ہدایات دیں۔

انتظام جلسہ کی وسعت کے متعلق حضور نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جس نے باوجود ہر قسم کے موانع اور ہر قسم کی کمیوں کے گزشتہ سالوں سے زیادہ اس بات کی توفیق بخشی۔ کہ اس کے قائم کردہ سلسلہ اور دین کے لئے جمع ہونے والے مہمانوں کی خدمت کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے حوصلہ اپنے اخلاص اور اپنی طاقت و ہمت کے مطابق موقع ملا۔ ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے ترقی یافتہ ممالک کے اندر بھی ایسا اجتماع کہیں نہیں ہوتا۔ جس میں اتنی مقدار میں مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہو انگلستان۔ امریکہ۔ جرمنی۔ فرانس اور روس یہ اس وقت ترقی یافتہ اور بڑے بڑے ممالک خیال کئے جاتے ہیں۔ مگر ان میں تیس چالیس ہزار آدمیوں کے اجتماع ایسے نہیں ہوتے جن کو کھانا کھلایا جاتا ہو۔ ہندوستان میں کانگرس کے اجتماع بے شک بڑے ہوتے ہیں۔ گزشتہ سال میں نے نمائندے تحریک جدید سے وہاں بھجوائے تو انہوں نے بتایا کہ ان کو کھانا مفت ملنا تو الگ سول لینے میں بھی دقتیں پیش آئیں۔ غرض یہ ہمارے جلسہ کی خاص خصوصیت ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ جن کو دوسرے اجتماع دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ جب وہ یہاں آتے ہیں تو ہمارے انتظام کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ اسی سال یو۔ پی کے ایک اخبار کے نمائندے جو بعض انگریزی اخبارات کے بھی نمائندے رہ چکے ہیں۔ اور کانگرس سے تعلق رکھتے ہیں یہاں آئے تو انہوں نے ملاقات کے وقت کہا کہ کانگرس کے اجلاس سے اتر کر ہندوستان میں اتنا بڑا اجتماع میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ میں نے کہا سنا ہے کانگرس کے اجلاس میں لاکھ لاکھ دو دو لاکھ آدمی شریک ہوتے ہیں۔ کہنے لگے لاکھ دو لاکھ تو ہرگز نہیں چالیس پچاس ہزار کے قریب ہوتے ہیں۔ اور مرد و عورتیں اکٹھے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا ہمارے ہاں مستورات کے لئے الگ جلسہ گاہ ہے تو وہ کہنے لگے پھر آپ کے جلسہ کے مردوں کی اس تعداد کے ساتھ مستورات کی تعداد بھی شامل کر لی جائے تو کانگرس کے اجتماع میں بھی شاید اتنے ہی مرد و عورتیں ہوتی ہوں۔

غرض قادیان کا جلسہ سالانہ اب کم از کم ہندوستان میں دوسرے نمبر پر ہے۔ اور اپنے انتظام کے لحاظ سے تو دنیا بھر کے اجتماعوں سے اول نمبر پر ہے۔ کیونکہ ایسا انتظام کھانا کھلانے کا قادیان کے سوا اور کسی اتنے بڑے اجتماع میں نہیں ہوتا۔ ہاں میلے بے شک ہوتے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے اجتماع ہوتے ہیں مگر ان میں نہ تو رہائش کا انتظام ہوتا ہے نہ کھانے کا اور نہ روشنی کا۔ پس قادیان کا یہ جلسہ ایک لحاظ سے اول نمبر پر اور تعداد کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر۔ اور جس رنگ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کی ترقی ہو رہی ہے اس کے لحاظ سے ہمارا جلسہ سالانہ انشاء اللہ کسی وقت کانگرس سے بھی ہر لحاظ سے اول نمبر پر ہوگا۔

اس کے بعد حضور نے انتظامی امور کے متعلق متعلقہ محکموں کو ہدایات دیں۔ اور آخر میں فرمایا

میں ان سب دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس خدمت دین میں حصہ لیا۔ اور محنت و مشقت سے جی نہ چرایا۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے اس خدمت کیلئے تم لوگوں کو منفرد کیا ہے۔ اور منفرد ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ بعض لوگ تو منفرد ہونے کے لئے بعض پاجی کام بھی کر لیتے ہیں جیسا کہ چاہ زمزم میں پیشاب کرنے والے کے متعلق مشہور ہے

اس وقت خدا کے فضل سے آپ لوگوں کو قومی طور پر یہ فخر حاصل ہے۔ کہ آپ لوگوں کے ذمہ خدا تعالیٰ کے مہمانوں کی میزبانی کا کام سپرد کیا گیا ہے یہ میزبانی اور اتنی بڑی جماعت کی اس رنگ میں میزبانی کسی اور کے سپرد نہیں کی گئی۔ آپ لوگوں کے ہی مکان ایسے ہیں جو خدا کے دین کے لئے آنے والے مہمانوں کے لئے وقف ہوتے ہیں۔ یہ میں بھی بے شک مہمانوں کے لئے مکانات دیئے جاتے ہیں۔ مگر وہ کرایہ لیتے ہیں۔ یہ صرف قادیان ہی کے مکانات ہیں۔ جن کی نسبت مما رزقنٰھم ینفقون کے مطابق خرچ کرنے کا آپ لوگوں کو موقعہ ملتا ہے۔ پھر آپ لوگ ہی ایک ایسی جماعت ہیں جسے وہ شرف حاصل ہے۔ جس کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے یوں ذکر کیا تھا۔ کہ خدا کی قسم خدا تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ مہمان نواز ہیں۔ پس یہ کوئی معمولی چیز نہیں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص انعامات سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن پانچ شخص ایسے ہوں گے جن پر خدا تعالیٰ اپنا سایہ کرے گا۔ ان میں سے آپ نے ایک مہمان نواز قرار دیا ہے۔ بے شک ایک دوست دوست کی میزبانی کرتا ہے۔ مگر وہ ایک رنگ کا سودا ہوتا ہے۔ ایک رشتہ دار اپنے رشتہ دار کی میزبانی کرتا ہے۔ اور وہ بھی ایک سودا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے تعلق کی وجہ سے مہمان نوازی کرتا ہے۔ مگر آپ لوگ جن لوگوں کی میزبانی کرتے ہیں ان سے کوئی دنیوی تعلق نہیں ہوتا۔ اور یہی دراصل مہمانی ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے سایہ کے نیچے آپ لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ اور یہی وہ مہمانی ہے جو شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوتی ہے مگر خدا تعالیٰ نے قادیان والوں کو عطا کر رکھی ہے۔ یہ اتنی بڑی نعمت ہے۔ کہ اگر اخلاص سے آپ لوگ کام لیتے ہوں تو نہ معلوم کتنے احد پہاڑوں کے برابر آپ کو ثواب حاصل ہوتا ہوگا۔

ممکن ہے کہ جب ہماری جماعت بڑھ جائے۔ اور یہاں قادیان میں ایسے جلسے کرنا مشکل ہو جائیں تو پھر ہم اجازت دے دیں کہ ہر ملک میں الگ سالانہ جلسے ہوا کریں اس وقت ان ممالک میں کام کرنے والے بھی ثواب کے مستحق ہوا کریں گے۔ مگر وہ وقت تو آئے گا جب آئے گا۔ اس وقت تو آپ لوگوں کے سوا ایسی خوش قسمت جماعت اور کوئی نہیں۔

اب میں دعا کرتا ہوں آپ لوگ بھی دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہماری اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے۔ اور ہماری غلطیوں سستیوں اور کمزوریوں سے درگزر کرے تا ایسا نہ ہو کہ غلطیاں ہماری نیکیوں کو کھا جانے والی ہوں۔ اور ہم آئندہ سال اس سے بھی بڑھ کر خدمت خلق کر کے اپنے خدا کو راضی کر سکیں۔

اس کے بعد حضور نے حاضرین سمیت دعا فرمائی۔ اور پھر تمام کارکنان کو شرف مصافحہ بخشا۔ اس وقت بہت سے مہمانوں سے بھی حضور نے مصافحہ فرمایا۔

درخواست دعا

عاجز نے اپنے مقدمہ کی نگرانی فنانشل کمشنر صاحب لاہور کی عدالت میں کرائی ہوئی ہے۔ تاریخ پیشی ۱۰ جنوری ہے۔ احباب کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد حسین چک ۲۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۵۸ھ

احرار اور مسلمان

مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی سابق صدر احرار کی ایک تقریر ۷ جنوری کے اخبار "زمزم" میں شائع ہوئی ہے۔ اگرچہ وہ مفصل تقریر نہیں۔ بلکہ اصل تقریر کا ملخص ہے۔ تاہم اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ احراری لیڈر جو سات کروڑ مسلمانان ہند کی نمائندگی کے واحد اجارہ دار کہلاتے تھے۔ اور جن کا دعوےٰ تھا۔ کہ تمام ملت اسلامیہ ان کی ہر آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہے۔ اب کس قدر کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہیں؟

مولوی حبیب الرحمن نے یہ کہتے ہوئے کہ "میرے دل پر مسلمان قوم کی طرف سے یاس وقنوط کا عالم طاری ہو رہا تھا"! انبیائے کرام اور ان کے مخالفین کا ذکر کرنے کے بعد اپنے لئے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ کہ:۔

"ہمارا فرض سمجھاتے رہنا ہے۔ اب قوم خواہ گالیاں دے۔ یا قتل کرے۔ ہم حق گوئی سے باز نہیں رہ سکتے"!

قطع نظر اس سے کہ احرار "مسلمان قوم" سے جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ حق گوئی ہے یا گمراہی۔ سوال یہ ہے۔ کہ جو لوگ خود یاس وقنوط کا شکار ہوں۔ انہیں اپنے کسی فعل کو انبیائے کرام کے اسوہ سے مشابہ قرار دینے کا کیا حق ہے۔ جبکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ قول خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بیان فرما چکا ہے۔ کہ ولا تایئسوا من روح اللہ انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکفرین۔ کہ خدا کی رحمت سے قطعاً ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی رحمت سے ناامید ہونے والے کافر ہوتے ہیں۔

اب ذرا احرار کی حق گوئی ملاحظہ ہو۔ جو بالفاظ مولوی حبیب الرحمن یہ ہے۔ کہ:۔

"ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قوم کے افراد اس وقت سعدی کے مشہور شعر میں ایک لفظ تبدیل کرکے ایڈریس دے رہے اور لکھ رہے ہیں۔ کہ:۔

خلاف سکندر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ان الفاظ میں اشارہ سر سکندر حیات خان وزیر اعظم پنجاب کی طرف کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی اپنی حق گوئی کی ڈھینگ اس طرح ماری ہے۔ کہ:۔

"ایسے زمانہ میں حق کہنے کا لطف آتا ہے۔ اس حالت میں کیا۔ کہ ہزاروں کی تعداد میں سننے والے موجود ہوں۔ اور سنائیں۔ مزا تب ہے۔ کہ سننے والے نہ سنیں۔ اور ہم سنائے جائیں۔ طبیعت سے ہر قسم کا خوف جاتا رہا ہے۔ اور خوف ہو کیوں۔ پاس رہا ہی کچھ نہ رکھا۔ جس کے چھننے کا خوف ہو"!

اتنا بڑا دعوےٰ مگر عمل یہ کہ دوسروں کو ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کی خلاف ورزی کے جرم میں گرفتار کرا کر۔ بلکہ جیلوں میں بھجوا کر مولوی صاحب خود ابھی تک دندناتے پھر رہے ہیں۔ پھر گرفتار ہونے والے احراری تو عدالت میں جا کر اس بات سے انکار کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فوجی بھرتی کے خلاف کچھ نہیں کہا۔ لیکن مولوی حبیب الرحمن نے ابھی تک ان الفاظ کو دوہرانے کی بھی جرأت نہیں کی۔ جو دوسروں سے کہلا کر انہیں گرفتار کرایا جا رہا ہے۔ مگر دعوےٰ یہ ہے۔ کہ طبیعت سے ہر قسم کا خوف جاتا رہا ہے۔ یہ دراصل دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے کہا جاتا ہے۔ ورنہ جو کچھ حقیقت ہے وہ تو ظاہر ہی ہے۔

چونکہ عام مسلمان احرار کے ہتھکنڈوں سے بہت حد تک واقف ہو چکے ہیں۔ اور ان کی فریب کاریوں سے آگاہ۔ اور اب بہت کم لوگ ان کے جال میں پھنستے ہیں۔ اس لئے احراری لیڈر رہ رہ کر ان پر برستے ہیں۔ اور جو منہ میں آتا ہے کہتے چلے جاتے ہیں۔ مولوی حبیب الرحمن نے اس سلسلہ میں کہا:۔

"اس وقت قوم کی خدا نے عقل سلب کر لی ہے۔ اور قوم کے ہر حصے سے حکمت چھین گئی ہے"!

کیوں نہیں؟ اس وقت جبکہ احرار کو قوم لاکھوں روپے دیتی اور یہ شکر چپ ہو جاتی۔ کہ کسی کو حساب مانگنے کا حق نہیں۔ احرار جہاں چاہیں۔ روپیہ خرچ کر سکتے ہیں۔ اس وقت تو بڑی عقلمند۔ اور فرزانہ تھی۔ پھر جب احرار نے ہزارہا مسلمانوں کو قید خانوں میں بھجوا دیا۔ اور لاکھوں روپے کا نقصان کرا کے خود مزے اڑاتے رہے اس وقت تو مسلمانوں کے ہر حصہ میں حکمت موجود تھی۔ لیکن جب احرار نے غداری پر غداری کی۔ اور نقصان پر نقصان پہونچایا۔ اور پھر تنگ آ کر مسلمانوں نے انہیں منہ لگانا چھوڑ دیا۔ اور ان کی ضرر رسانی سے بچنے کی فکر کرنے لگے۔ تو خدا نے ان کی عقل سلب کر لی۔ اور حکمت چھین لی۔ یہ کہکر احرار اپنے آپ کو تسلی نہ دیں۔ تو کیا سر پھوڑ کر مر جائیں؟

مولوی صاحب نے جب اس قسم کے طعنوں سے کام نکلتا نہ دیکھا۔ تو دھمکیوں پر اتر آئے۔ اور یہ کہکر مسلمانوں کو ڈرانے لگے۔ کہ:۔

"یاد رکھو۔ آئندہ راج کانگرس کا ہوگا۔ لیکن تم ان خیر خواہ انگریزی خوانوں کی بدولت اس وقت بھی خسارے میں رہو گے"۔

احرار اپنے آپ کو کانگرس کے بہت بڑے خیر خواہ اور حامی سمجھتے ہیں۔ اور کانگرسی بھی ان کی بہت کچھ آؤ بھگت کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ جو لوگ اپنی قوم اور اپنے ہمسایہ سے غداری کے مرتکب ہوں۔ وہ کسی اور کو کیا فائدہ پہونچا سکتے ہیں۔ مولوی حبیب الرحمن نے اپنے خیال میں تو یہ بڑا تیر مارا ہوگا۔ کہ مسلمانوں کو کانگرس کا خوف دلانے کی کوشش کی۔ لیکن اصل میں اسی قسم کے لوگ ہیں۔ جو عام مسلمانوں کو کانگرس سے متنفر کرنے کے مجرم ہیں۔ بھلا غور تو فرمایئے۔ جب مسلمانوں سے یہ کہا جائیگا کہ آئندہ ہندوستان میں کانگرس کا راج ہوگا۔ جس میں مسلمان خسارہ میں رہیں گے۔ اور یہ کہنے والے وہ لوگ ہوں۔ جنہیں کانگرس کے رازہائے دروں پردہ سے آگاہ ہونے کا دعوےٰ ہو۔ اور کانگرس بھی ان سے میل جول رکھتی ہو۔ تو مسلمان کیوں نہ اسے درست مانیں گے۔ اور کیوں کانگرس کو اپنے لئے نقصان رساں سمجھ کر اس سے دور نہ بھاگیں گے۔ مولوی حبیب الرحمن نے مسلمانوں کو کانگرس سے خوف زدہ تو کیا کرنا تھا۔ کانگرس کے متعلق تنفر پیدا کرنے والی حرکت ضرور کی ہے۔

ترک مصیبت زدگان سے ہمدردی

ترکوں پر حال میں نہایت شدید اور تباہ کن زلزلہ کے علاوہ اور بھی کئی رنگوں میں مصائب اور آلام کا جو ہجوم ہوا ہے۔ وہ ہر درد مند دل رکھنے والے انسان کو تڑپا دینے والا ہے۔ ڈیڑھ کروڑ انسانوں میں سے ڈیڑھ لاکھ انسانوں کی تباہی کوئی معمولی حادثہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر ملک اور ہر مذہب وملت کے لوگوں کے دلوں میں ترکوں کی ہمدردی اور امداد کے نہ صرف جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ بلکہ وہ ہر ممکن طریق سے امداد بھی دے رہے ہیں۔ ہندوستان میں بھی امداد واعانت کی سرگرم کوششیں ہو رہی ہیں۔ اور مسلمان ہندو۔ سرکاری۔ غیر سرکاری سرکردہ اصحاب کوشاں ہیں۔ کہ جلد سے جلد اعانتی رقوم بھجوائی جائیں۔

اس وقت ترک ایسے بڑے ابتلا میں مبتلا ہیں۔ کہ ان کی حالت کو قیاس میں لانے سے ہی کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ دعا ہے۔ کہ اس نازک وقت میں جبکہ کئی اطراف سے جنگ کے خطرات بھی ترکوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ انہیں سنبھلنے کی توفیق حاصل ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق روایات

از جناب خانصاحب برکت علی صاحب

فروری ۱۹۳۹ء میں میری عمر تقریباً ۶۶ سال ۳ ماہ کی ہوئی۔ میں دسمبر ۱۸۹۲ء میں شملہ میں گورنمنٹ آف انڈیا کے دفتر میں ملازم ہوا اور ۱۹۲۳ء کے شروع میں پنشن پا کر نومبر ۱۹۲۳ء میں قادیان دارالامان میں سکونت پذیر ہو گیا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجھے اسی وقت نائب ناظر مقرر کر دیا۔ چنانچہ حضور کے حکم سے اب میں بطور ناظر بیت المال کام کر رہا ہوں۔

احمدیت کا ذکر کب سنا

جہاں تک مجھے یاد ہے سب سے پہلے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ۱۹۰۰ء میں سننے کا اتفاق ہوا۔ جبکہ اتفاقاً مجھے شملہ میں چند احمدی احباب کے پڑوس میں رہنے کا موقعہ ملا۔ ان دوستوں سے قدرتی طور پر حضور کے دعوےٰ مسیحیت اور وفات مسیح ناصری کے متعلق سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ میں اگرچہ بڑی سختی سے ان کی مخالفت کیا کرتا تھا۔ مگر بیہودہ گوئی طعن و تشنیع سے ہمیشہ احتراز کرتا تھا۔ اور دلائل کے ساتھ مسائل متنازعہ فیہ میں تحقیق و تفتیش کیا کرتا تھا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ مجھے خوش اعتقادی پیدا ہو گئی۔

پیر مہر علی صاحب کا اشتہار

حضور کا انہی دنوں میں پیر مہر علی شاہ صاحب کے ساتھ بحث و مباحثہ جاری تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس بات پر زور دیا۔ کہ مقابلہ میں قرآن شریف کی عربی تفسیر لکھی جائے۔ اور وہ اس طرح کہ بذریعہ قرعہ اندازی کوئی سورت لے لی جائے۔ اور فریقین ایک دوسرے کے مقابل بیٹھ کر تفسیر لکھیں۔ کیونکہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ لا یمسہ الا المطہرون۔ ایک کاذب آدمی پر اس کے حقائق و معارف نہیں کھل سکتے اس لئے اس طرح فریقین کا صدق و کذب ظاہر ہو سکتا ہے۔ انہی ایام میں پیر صاحب کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر کے چوبیس باتیں تحریر کی گئی تھیں۔ اور ان سے یہ استدلال کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (نعوذ باللہ) ملحد اور اسلام سے خارج ہیں۔ اس اشتہار میں اکثر جگہ حضور کی تصانیف سے اقتباسات نقل کئے گئے تھے۔ میں عموماً ہر دو فریق کے اشتہارات دیکھا کرتا تھا۔ اور مذکورہ بالا اشتہار کے ملنے پر جو غیر احمدیوں نے مجھے دیا۔ میں نے احمدی احباب سے استدعا کی۔ کہ وہ اصل کتب دیں۔ تا کہ میں خود مقابلہ کر سکوں۔ مقابلہ پر مجھے معلوم ہوا۔ کہ اکثر حوالوں کو توڑ مروڑ کر اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کے مقابلہ میں تفسیر نویسی لکھنا منظور نہ کرنے پر حضور علیہ السلام نے اعجاز المسیح رقم فرمائی۔ اور اس میں چیلنج دیا۔ کہ پیر صاحب اس عرصہ میں اس کتاب کا جواب تحریر فرمائیں۔ پیر صاحب نے عربی میں تو کچھ نہ لکھا۔ گو مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ انہوں نے اردو میں ایک کتاب لکھی۔ جو سرقہ ثابت ہوئی۔

بہر حال اس کشمکش میں میری طبیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جانب زیادہ مائل ہو گئی پھر بھی میں نے مناسب خیال کیا۔ کہ اگرچہ احادیث کا بھی ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ مگر اس پر عبور کرنا مشکل ہے۔ اور احمدی احباب اکثر قرآن کریم کے حوالے دیتے رہتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہو گا۔ کہ قرآن کریم کا شروع سے آخر تک با ترجمہ بنظر غائر مطالعہ کیا جائے۔ چنانچہ گو میں عربی نہ جانتا تھا۔ مگر میں نے ایک اور دوست کے ساتھ ملکر قرآن کریم کا اردو ترجمہ پڑھا۔ اور اس کے مطالعہ سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ قرآن کریم میں ایک دو نہیں بلکہ متعدد آیات ایسی ہیں جن سے وفات مسیح کا استدلال کیا جا سکتا ہے۔

مبارک خواب

۱۹۰۱ء کے شروع میں مردم شماری ہونے والی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں درج تھا۔ کہ جو لوگ مجھ پر دل میں ایمان رکھتے ہیں۔ گو انہوں نے بیعت نہیں کی۔ وہ اپنے آپ کو احمدی لکھوا سکتے ہیں۔ اس وقت مجھے بھی اس قدر حسن ظن ہو چکا تھا۔ کہ میں تھوڑا سا چندہ بھی دینے لگ گیا تھا۔ اور گو ابھی باقاعدہ بیعت نہ کی تھی۔ مگر مردم شماری میں اپنے آپ کو احمدی لکھوا دیا۔ میں نے اس وقت تک حضور کو نہ دیکھا تھا۔ اور نہ ہی حضور کی کوئی تصویر میری نظر سے گزری تھی۔ مجھے خواب میں ایک روز حضور کی زیارت ہوئی۔ صبح تقریباً چار بجے کا وقت تھا۔ کہ مجھے معلوم ہوا حضور برابر والے احمدیوں کے کمرہ میں آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ میں بھی حضور سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے لئے کمرے میں گیا۔ اور جا کر السلام علیکم عرض کیا۔ حضور نے جواب دیا۔ وعلیکم السلام اور فرمایا "برکت علی تم ہمارے پاس کب آؤ گے؟" میں نے عرض کیا "حضرت اب آ ہی جاؤں گا"! حضور اس وقت چارپائی پر تشریف فرما تھے اس واقعہ کے چند روز بعد میں نے تحریری بیعت کر لی۔ یہ نظارہ مجھے ایسا ہی یاد ہے۔ جیسا کہ بیداری میں ہوا ہو۔ اس کے بعد جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں نے دارالامان میں حاضر ہو کر دستی بیعت بھی کر لی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ حضور کی شبیہ بالکل ویسی ہی تھی جیسی کہ میں نے خواب میں دیکھی تھی۔

ازاں بعد میں وقتاً فوقتاً جلسوں اور دیگر موقعوں پر حاضر ہوتا رہا اور قدمبوسی کا موقعہ ملتا رہا۔ مگر افسوس ہے کہ ان مبارک جلسوں کے کوائف قلمبند کرنے کا کبھی خیال نہ آیا۔ اور نہ ہی یہ خیال تھا کہ بعد کی ضروریات مجبور کر دیں گی۔ کہ حضور کے اقوال فراہم کئے جائیں۔ اس لئے زیادہ یاد رکھنے کی کوشش نہ کی گئی۔ تاہم جو کچھ بھی یاد ہے عرض ہے۔

طاعون کا پھوٹنا

ان دنوں طاعون شروع ہو چکی تھی۔ حضور کی طرف سے ایک الہام شائع ہوا یا مسیح الخلق عدوانا چنانچہ اس کے بعد پنجاب میں بڑے زور سے پلیگ پڑی۔ اور بہت لوگوں نے حضور کی بیعت کی۔

قادیان K کی بجائے Q سے

انہی دنوں میری نظر سے گزرا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یا کسی اور صاحب نے قادیان کو ق سے لکھنے کی بجائے ک سے لکھا اور اپنے ثبوت میں ڈاک خانہ کی گائیڈ کا حوالہ دیا کیونکہ اس میں بھی Q کی بجائے K استعمال کیا گیا تھا۔ میں نے ڈاک خانہ کے ذمہ دار افسران کو اس طرف توجہ دلائی چنانچہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی گئی۔ اور K کی بجائے قادیان Q سے تحریر کیا گیا۔

اس سال جب کہ میں دارالامان سے واپس ٹانگہ میں جا رہا تھا ساتھ والے ٹانگہ میں دو چار دوست گفتگو کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ شملہ کے بابو برکت علی صاحب نے بہت اچھا کیا۔ کہ قادیان کے انگریزی ہجے درست کرا دیئے۔ وہ ڈاک خانہ کے ملازم معلوم دیتے تھے ان کی گفتگو سنکر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اور میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ مجھ جیسے ہیچمدان سے بھی اس نے دینی خدمت لی۔

اخلاص چاہیئے

ایک دفعہ مسجد مبارک سے غالباً حضورؑ نماز ظہر سے فارغ ہو کر کھڑکی کے رستہ سے اندر تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ حسب دستور احباب نے آپ کو گھیر لیا۔ کوئی ہاتھ چومتا تھا۔ اور کوئی جسم مطہر کو ہاتھ لگا کر مونہہ اور سینہ پر ملتا تھا۔ میں بھی شامل تھا۔ اتنے میں حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ پاس سے گزرے۔ اور فرمانے لگے۔

"اخلاص چاہیئے اخلاص"

میرے دل نے گواہی دی۔ کہ بے شک ظاہر داری کوئی چیز نہیں۔ جب تک اس کے ساتھ اخلاص نہ ہو۔ چنانچہ میں ہمیشہ اسی کوشش میں رہا ہوں۔ کہ خدا کے فضل سے اخلاص کے ساتھ تعلق قائم رہے ؛

نجات پر گفتگو

ایک دفعہ مسجد مبارک میں بعد نماز ظہر جبکہ حضورؑ ابھی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ کسی نے عرض کیا۔ کہ دو تین آریہ صاحبان ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں۔ حضورؑ نے انہیں اندر بلا لیا۔ اور گفتگو شروع ہو گئی۔ نجات کے متعلق ذکر آنے پر میں نے دیکھا۔ کہ حضور کا رعب اس قدر غالب تھا۔ کہ آریہ دوست بات تک نہ کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے بیان کیا۔ کہ نجات کے لئے ویدوں کا ماننا ضروری نہیں۔ بلکہ جو اچھے کام کریگا نجات پا جائے گا ؛

امام کے پیچھے الحمد پڑھنا

حضورؑ کی صحت اچھی ہوتی۔ تو نماز ظہر اور مغرب کے بعد مسجد مبارک میں دوستوں میں بیٹھ جاتے تھے۔ جتنی دیر حضورؑ تشریف رکھتے۔ مذہبی معاملات کے متعلق ذکر و اذکار جاری رہتا۔ کوئی نظم سناتا۔ کوئی پنجابی شعر۔ ایک روز جبکہ گرمی کا موسم تھا۔ اور حضور چھت پر شاہ نشین پر رونق افروز تھے۔ اس بات پر گفتگو شروع ہو گئی۔ کہ امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا جائز ہے۔ یا نہیں۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضؓ اور مولوی محمد احسن صاحب مرحوم بھی مجلس میں موجود تھے۔ مخالف و موافق آراء کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ کہ ہر حالت میں الحمد کا پڑھنا ضروری ہے۔ اور اگر امام اونچی آواز سے پڑھ رہا ہو۔ تو مقتدی ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ پڑھتا رہے۔ یا وقفہ میں پڑھ لے اور کوئی کہتا تھا۔ کہ جب امام اونچی آواز سے پڑھ رہا ہو۔ تو خاموش رہنا چاہیئے۔

جہاں تک مجھے یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اگر اس طرح کر لیا جائے۔ کہ جب امام بلند آواز سے الحمد پڑھے۔ تو مقتدی خاموشی سے سنتا رہے اور جب ظہر اور عصر کی نمازوں میں خاموشی سے پڑھے۔ تو مقتدی بھی اپنے طور پر آہستہ پڑھ لے۔ اسی طرح دونوں باتوں پر عمل ہو جائے گا ؛

نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر

ایک دفعہ مسجد اقصےٰ میں مجھے نماز جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ نماز حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ نے پڑھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب تشریف لائے تو قبر کے نزدیک بیٹھ گئے۔ میں بھی موقعہ پا کر پاس ہی بیٹھ گیا۔ اور دیکھتا رہا۔ کہ حضورؑ کس طرح نماز ادا فرماتے ہیں۔ حضورؑ نے قیام میں اپنے ہاتھ سینے کے اوپر باندھے مگر انگلیاں کہنی تک نہیں پہونچتی تھیں۔ آپ کی گردن ذرا دائیں طرف جھکی رہتی تھی۔ نماز کے بعد یہ مسئلہ پیش ہو گیا۔ کہ آیا نماز جمعہ کے ساتھ عصر بھی شامل ہو سکتی ہے۔ یا نہیں۔ چنانچہ حضورؑ کے ارشاد کے مطابق اس دن نماز عصر جمعہ کے ساتھ جمع کر کے پڑھی گئی ؛

خدا کی وحی کے پورے ہونے کا اظہار

حضور کے آخری ایام میں جماعت بڑھ گئی تھی۔ اور چھ سات سو دوست جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے تھے۔ ایک بار ہمیں بتلایا گیا۔ کہ حضور کا منشاء ہے۔ کہ سب دوست بازار سے گزریں۔ تاکہ غیر احمدی۔ اور ہندو وغیرہ خدا کی وحی کو پورا ہوتے ہوئے مشاہدہ کریں۔ کہ کس طرح دور دور سے لوگ ہماری طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ؛

روانگی کے لئے اجازت

اس وقت یہ عام دستور تھا۔ کہ مہمان روانگی سے قبل حضورؑ سے رخصت حاصل کر کے واپس جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک بار میں نے بھی شام کے وقت رقعہ بھجوا کر اجازت چاہی۔ حضورؑ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ کہ اجازت ہے۔ مگر صبح جاتے ہوئے مجھے اطلاع دیں۔ چنانچہ جب صبح حضور کو اطلاع دی گئی۔ تو حضور بنفس نفیس رخصت کرنے تشریف لائے۔ اور بھی کئی دوست ہمراہ تھے۔ حضور کچی سڑک کے موڑ تک ہمارے ساتھ آئے راستہ میں مختلف باتیں ہوتی رہیں ؛

حضور کی رفتار

حضورؑ اکثر صبح کے وقت سیر کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک بار مجھے پتہ چلا کہ حضورؑ روانہ ہو گئے ہیں۔ میں بھی پیچھے بھاگا۔ مگر حضورؑ سے اس وقت مل سکا جب حضور سیر سے واپس آ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور نہایت اطمینان سے چل رہے تھے۔ اور بظاہر نہایت معمولی چال سے۔ مگر در اصل کافی تیز۔ اکثر خدام کوشش کر کے ساتھ دے رہے تھے پیچھے تو بھاگ کر شامل ہوتے تھے۔ کوئی حضورؑ کے عصا سے چمٹا ہوا تھا۔ کوئی حضورؑ کا دامن تھامے ہوئے تھا۔ گرد و غبار بھی بہت اڑ رہا تھا۔ مگر حضورؑ کو ان باتوں کی مطلق خبر نہ تھی۔ اور نہ شکایت تھی۔ نہ شکوہ ؛

بچی سے پیار

غالباً ۱۹۰۶ء میں میں معہ بیوی۔ اور والدہ صاحبہ مرحومہ دارالامان آیا۔ اور قریباً دو ہفتے دارالامان میں رہا۔ میری ایک لڑکی بھی ہمراہ تھی۔ جو اس وقت قریباً چھ سال کی تھی۔ میری بیوی اور والدہ صاحبہ مرحومہ نے اس وقت حضور کے دست مبارک پر بیعت کی۔ وہ مجھے آ کر گھر کی باتیں سنایا کرتی تھی۔ کہ کئی دفعہ حضورؑ میری لڑکی کو گود میں بٹھا لیتے۔ اور پیار کرتے ہیں۔ یہ لڑکی تقریباً ساڑھے سات سال کی عمر میں فوت ہو گئی۔ اس کا مجھے بڑا قلق ہوا۔ کیونکہ اس سے قبل بھی کوئی اولاد نہ تھی۔ اور نہ بعد میں ہوئی ؛

گھر میں نماز

حضور کو اکثر دوران سر اور ذیابیطس کی بیماریوں کا دورہ رہتا تھا۔ بیماری کی حالت میں گھر پر ہی نماز پڑھاتے تھے۔ اور مستورات مقتدی ہوا کرتی تھیں ؛

حقوق انسانی پر مضمون

غالباً ۱۹۰۴ء میں جبکہ تقسیم بنگال کا جھگڑا چل رہا تھا۔ میں نے اس کو مدنظر رکھ کر ایک مضمون حقوق انسانی پر لکھا۔ حضورؑ بغاوت کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ اور اپنی جماعت کو ہدایت فرماتے تھے۔ کہ وفادار رہے۔ ان احکام کی روشنی میں میں نے مضمون لکھ کر حضور کی خدمت میں بھیجا۔ کہ اگر حضور پسند فرمائیں۔ تو اس کو اخبار میں اشاعت کے لئے بھجوا دیں۔ چنانچہ حضورؑ نے البدر میں شائع کرا دیا ؛

منارۃ المسیح کی تعمیر کے سلسلہ میں تحصیلدار صاحب کی آمد

ایک دفعہ بعد نماز مغرب حضور شاہ نشین پر بیٹھے تھے کسی دوست نے عرض کیا۔ کہ تحصیلدار صاحب علاقہ کل صبح منارہ کی تعمیر کے سلسلہ میں موقعہ دیکھنے کے لئے آ رہے ہیں۔ حضور منارۃ المسیح بنوانا چاہتے مگر قادیان کے ہندو وغیرہ مخالفت کر رہے تھے اور انہوں نے درخواست دی ہوئی تھی۔ کہ منارہ بنانے کی اجازت نہ دیجائے۔ حضورؑ نے تحصیلدار کی آمد کے متعلق خبر سنکر فرمایا بہت اچھا۔ [illegible] (باقی)

اسلام بزمانۂ خلافت اور بعد از زمانۂ خلافت

حسب ذیل تقریر الحاج مولوی عبد الرحیم صاحب نیر نے ۲۶ دسمبر کو جلسہ سالانہ جوبلی پر کی۔

ہم پر کرم کئے ہیں ربِ غفور نے
پورے ہوئے وہ وعدے کئے جو حضور نے

ھٰذا ابن فاطمۃ ان کنت جاھلہ
بجدہ انبیاء اللّٰہ قد ختموا

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے
باغ مرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر
میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

میں نے یہ اشعار کیوں پڑھے ہیں اس امر کی تشریح سے قبل میں تمہیداً چند باتیں عرض کرتا ہوں۔

تاریخ و جغرافیہ کی روشنی میں نقشہ

مجھ سے خواہش کی گئی ہے۔ کہ میں نقشے بھی دکھاؤں۔ چونکہ اس قدر بڑے مجمع کو کاغذ پر نقشہ دکھانا ممکن نہیں۔ اس لئے تاریخ و جغرافیہ کی روشنی میں آپ کو تصور کی آنکھ سے واقعات کی سرزمین پر سیر کراتا اور خلافت اور خلافت کے بعد اسلام کا نقشہ دکھاتا ہوں۔

اسلام کی اشاعت جس سرعت اور طاقت اور زور کے ساتھ ہوئی۔ اس کی نظیر روئے زمین کے دوسرے مذاہب کی تاریخ اشاعت میں نہیں پائی جاتی۔ اسلام کے دشمن حیران ہیں۔ جیسا کہ سر ولیم میور نے اسلام کے عروج و زوال میں لکھا ہے کہ کس طرح "نصف درجن سالوں کے اندر اسلام نے عرب، شام، ایران و مصر پر قبضہ کر لیا" اور ایک صدی کے ختم ہونے سے قبل اسلام کی حکومت جبل الطارق سے دریائے جیحون اور بحیرہ اسود سے دریائے سندھ تک پھیل گئی۔ اور جس کامیابی کے حاصل کرنے میں مسیحیت کو صدیاں لگیں۔ اسے اسلام نے دس میں سال میں حاصل کر لیا۔"

اگر آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے وقت کا تصور فرمائیں تو آپ دیکھیں گے کہ باب المندب سے عمان تک قرآن پاک کی حکومت قائم ہو چکی ہے۔ اور اسلام کی سرحد قیصر و کسرےٰ کی سلطنتوں کی سرحدات سے ٹکرا رہی ہے۔ ہجرت کے بعد دس سال میں ایک تغیر عظیم واقع ہوا ہے۔ اس کے بعد خلافت راشدہ میں اسلام کی سیاست ریاست اور تعلیم اندرونی فتنوں کو فرو کر لینے کے بعد صحائف سابقہ میں مندرجہ نبوتوں (دانیال ۲: ۳۱ و ۴۵) کے مطابق روما کی سلطنت کے ٹکڑے کرتیں اور کسرےٰ کے ملک پر قابض ہوتیں۔ اور قرآن پاک کی پیشگوئیوں کے موافق بحر ظلمات سے دریائے گنگا تک اور ہسپانیہ سے دیوار چین تک پھیل جاتی ہیں اس وقت کے مسلمان بچے۔ عورتیں۔ جوان بوڑھے سب ایمان کے نشہ میں چور، شہادت کے شائق۔ موت سے نڈر۔ تقوےٰ میں بالا انصاف میں اعلےٰ۔ صفات انسانی میں فائق اور غیر مسلم مخالف کی نسبت شہزوری فنون جنگ اور علوم ظاہری و باطنی میں بہتر تھے۔ ان پر خلافت کے زمانہ میں ایسا وقت تھا۔ کہ وہ غیر مسلم رعایا کے جسم کے علاوہ دل پر بھی حکمران تھے۔ دوسرا وقت بھی ان پر ایسا تھا۔ کہ طاقت و اخلاق کی فوقیت رکھتے ہوئے وہ اندلس (سپین) فتح کرنے کے بعد کوہ پیرنیز میں سے گزر کر فرانس میں داخل ہوئے اور مرکزی یورپ میں بھی دیانا (۱۶۸۳ء) کا محاصرہ کر لیا۔ گر دوسرے دور میں پہلی بات نہ رہی۔ خلافت کے روحانی اثرات جاتے رہے۔ قدم پیچھے ہٹنا شروع ہوا غالب کی بجائے مغلوب ہوئے۔ سات سو سال حکومت کر کے سپین سے اور قریباً ۲۵۰ برس مشرقی یورپ کو زیر نگین رکھ کر فاتح سے مفتوح ہو گئے۔ بت پرست اقوام کے سامنے عزت کی جگہ ذلت ملنے لگی۔ ریاست و سیاست کا غلبہ قریباً کل دنیا سے جاتا رہا۔ حتیٰ کہ اللہ نے فتح و شکست جنگ و جدال کا نقشہ و نقطہ نگاہ بدل دیا۔ اور نئے زمین و آسمان کی تخلیق فرمائی۔ اور نئی فتوحات کی بنیاد ڈال دی۔

دو زمانے

تصور کے اس نقشہ پر نظر ہمیں اولاً اس زمانہ کی طرف لے جاتی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یافتہ صحابہ کا تھا اور وہ وقت بھی اس کا جزو ہے۔ جبکہ غلطی خوردہ مومنین آپس میں لڑے مگر پھر توبہ کر لی۔ لیکن بعد کا وقت ایسا ہے۔ کہ جب رسول اللہ کی سلطنت کے دو حصے ہو گئے اور خلافت و امارت کی تقسیم ہو گئی میرے نزدیک ان دونوں زمانوں کا نام (۱) زمانہ خلافت اور (۲) بعد از زمانۂ خلافت رکھا جا سکتا ہے۔

پہلا زمانہ پھر دو حصوں میں تقسیم ہے اول خلافت راشدہ جو خلفائے اربعہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے وقت بالخصوص سیدنا عمر رضؓ کے وقت میں ہر طرح قابل رشک ہے۔ اور جس کی آخری کڑی سیدنا علی مرتضیٰ ہیں۔ مگر جب سے مدینۃ النبوی سے مرکز سلطنت بدل کر کوفہ (بزمانہ خلافت رابعہ) گیا۔ حکومت اسلام کو ضعف ہوا۔

دوم۔ امارت و خلافت جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلطنت روحانی و مادی یکجا نہ رہی بلکہ دمشق میں جا کر خلافت کو سلطنت مادی کی طرح ورثہ بنایا گیا۔ اس زمانہ کو بھی اس وقت تک خلافت کا زمانہ کہا جا سکتا ہے۔ جب کل اسلام کا ایک مرکز رہا۔

دوسرا زمانہ وہ ہے جب خلافت روحانیہ منتقل ہو کر علماء۔ صوفیہ کرام اور فقراء و مبلغین اسلام کے حصہ میں آ گئی۔ اور امارت زمینیہ بغداد۔ دہلی۔ قرطبہ قسطنطنیہ قاہرہ وغیرہ میں قائم ہو گئی۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام کی روحانی فتوحات زمانۂ خلافت کے حصہ دوم اور زمانہ بعد از خلافت میں بھی جاری رہی ہیں۔ اور دین حقہ کی اشاعت کا کام کبھی کلیۃً بند نہیں ہوا۔ لیکن حالات نے بد سے بدتر صورت بھی اختیار کی اور نبوتوں کے مطابق یاجوج و ماجوج کا خروج ہوا اور دجال کا غلبہ ہو گیا۔ مسلمانوں کا ارتداد شروع ہوا۔ اور تاریکی اپنی انتہا کو پہونچ گئی۔ اور آخرش آسمان سے خبر پا کر اللہ کے بندے بولے ؎

غم مخور کہ ہم دریں تشویش
خرمیٔ وصلِ یارے بینم

اشعار کی تشریح

ابتدائے تقریر میں جو اشعار میں نے پڑھے ہیں۔ وہ اس تقسیم زمانہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جس میں میں نے اسلام کے زمانہ کو تقسیم کیا ہے۔ (۱) پہلا شعر حضرت ابو عبیدہ بن جراح سالار لشکر اسلام کا جنگ یرموک کے وقت کا قول شاعر نے موزون کیا ہے واقعہ یوں ہے۔ کہ ایک نوجوان کو شوق شہادت پیدا ہوا۔ اور اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ٹھان لی۔ اور سپہ سالار کے پاس آ کر کہا فرمائیے جب میں سرکار دو عالم سے ملاقات کروں تو آپ کی طرف سے حضور میں کیا پیغام پہنچاؤں۔ خلافت راشدہ کے فیض یافتہ قائد لشکر اسلام نے بچہ کو ایمان افروز جواب دیا۔ اور جو کچھ ان کے کانوں نے سنا تھا آنکھیں دیکھ رہی تھیں۔ اس کے مد نظر جانے والے نوجوان کو پیام دیا ؎

پورے ہوئے وہ وعدے کئے جو حضور نے

۲- دوسرا عربی شعر اس خونیں باب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو اللہ کی مصلحت نے ایک وقت مسلمانوں پر کھولا۔ یہ شعر حضرت زین العابدین کی نسبت ہے۔ جبکہ وہ جگر گوشۂ رسول خاص و عام کا محبوب اپنی صورت و روحانی کشش سے بنو امیہ کے معاند حاکم کی توجہ کو حرم کعبہ میں قبولیت عامہ کے باعث اپنی طرف کھینچتا ہے۔

آہ! یہ خونیں باب حضرت عثمان رضؓ عمر رضؓ۔ علی رضؓ کی شہادتیں یاد دلاتا ہے۔ اور اس سینہ سوز جگر دوز داستان کا بہترین نقشہ بنو امیہ کے عملی واقعہ دمشق کا ایک واقعہ اس طرح ظاہر کرتا ہے۔ خلیفہ عبد الملک کے سامنے مصعب کا سر لایا گیا۔ وہ پیش ہوا۔ اور ایک نوے سالہ بوڑھا مسلمان جس کی آنکھوں نے بہت کچھ دیکھا تھا۔ باچشم پرنم یوں گویا ہوا:-

"اے بادشاہ! اس محل میں عبداللہ ابن زیاد کے سامنے حسین رضؓ کا سر لایا گیا پھر المختار کے حضور عبیداللہ کا سر پیش ہوا۔ اور المختار کا سر اپنی باری پر مصعب کے سامنے رکھا گیا۔ اور اب مصعب کا سر تیرے حضور پیش ہے"

تیسرا شعر مسلمان اہل درد کی اسلام کی حالت زار پر مرثیہ خوانی اور چوتھا مسیح موعودؑ کی آمد اور خوشخبری اور پھر سے مایوسی میں۔ آس اور نا امیدی میں امید کی جھلک پر دال ہے۔ جو معروف و ظاہر ہے۔

خلافت راشدہ کے وقت کی چند مثالیں

اب میں خلافت راشدہ کے وقت کی چند ایسی مثالیں سناتا ہوں۔ جو ان خوبیوں کی واضح ہیں۔ جو کہ مسلمانوں کو اسلام کی بدولت حاصل ہوئیں۔ اور جن کے باعث مسلمان پھر سے بہروں کو کان مردوں کو جان۔ بے ایمانوں کو ایمان۔ گمراہوں کو عرفان دے سکتے ہیں۔ کیونکہ لکیر پیٹنے کی بجائے اس نقشہ کو دیکھ کر کام کر رہا ہے۔

سنو! مسلمانوں میں کہا تھا۔ "ایک شخص کو جانتا ہو۔ تو اس کے دل۔ ہاتھ۔ اور دماغ کو دیکھیں گے۔ کیونکہ دل جس میں ایمان اور ہاتھ جس میں طاقت۔ اور دماغ جو تدبیر و تعلیم کا منبع ہے اس امر کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ ان کا مالک کس حیثیت کا آدمی ہے۔

مسلمان کا دل

ارونگ واشنگٹن لکھتا ہے۔ (۱) "جائے حیرت ہے کہ مدینہ کی مسجد میں چند ایسے بوڑھے عرب جمع ہیں۔ جو چند سال قبل بھگوڑوں کی حالت میں اپنے وطن مکہ سے آئے تھے۔ وہ اب قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہیں"

(۲) ایسا ہی محاصرہ دمشق کے وقت جب مسیحی مندوب سپہ سالار لشکر اسلام حضرت ابو عبیدہ رضؓ کے خیمہ میں صلح کی بات چیت کرنے آتے ہیں۔ تو وہ سخت متعجب ہو کر قائد اعظم کا سادہ لباس اور سادہ خیمہ کو دیکھ کر کہتے ہیں۔ "قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کو ہلانے والے جرنیل کا لباس اور خیمہ بالکل سادہ ہیں"

(۳) یزدجرد شاہ ایران ورطۂ حیرت میں غرق ہوا۔ جب اس نے دیکھا کہ "عرب سفارت کے اراکین اس کے سامنے فرش پر بیٹھ کر بے خوف باتیں کرنے لگے" اور جب اس متکبر بادشاہ نے حقارت سے عربوں پر "مٹی کے بورے لاد دیئے" اور یہ کہہ کر رخصت کیا کہ "تمہارے افسروں کی قبریں قادسیہ کی زمین میں بنیں گی۔ اور یہ مٹی اس کی خبر دیتی ہے"۔ اس حقیر پیغام اور مٹی کے بوروں سے مومنین نے اپنے ایمان سے بشارت لی۔ اور خوش ہو کر بولے "یہ مٹی سرزمین ایران کی فتح کی بشارت ہے"

(۴) سیف اللہ خالد میدان جنگ میں انفرادی نبرد آزمائی سے شجاعت کے جوہر دکھاتے ہیں۔ ہر مخالف کو تلوار کے گھاٹ اتارتے اتارتے ایک مشہور مسیحی پہلوان کو اللہ اکبر کہہ کر زمین سے اٹھاتے۔ اور لشکر اسلام میں لاتے ہیں۔ اور تھک سے گئے ہیں۔ اس وقت برہنہ جسم لڑنے والے نوجوان شجاع نامور مسلم سپاہی ضرار بن ازور کہتے ہیں "خالد! ذرا آرام کر لو" سیف اللہ بہادر "خدا کی تلوار" جواباً فرماتے ہیں "ہاں! ضرور! آرام یہاں نہیں! بہشت میں ہوگا"۔ اللہ اکبر!

(۵) فاتح شمالی افریقہ جنرل عقبہ نے سمندر میں گھوڑا ڈال دیا۔ اور اٹلانٹک بحر ظلمات کے پانیوں نے ان کے زین تک پہونچکر اس سپہ سالار لشکر اسلام کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ بہادر مسلم کی آنکھ آسمان کی طرف اٹھی۔ دل ایمان سے بھرپور تھا۔ اور رسول اللہ کے روضہ مبارک میں پہونچا۔ اور لب کشا ہو کر اللہ کو مخاطب کیا اور کہا۔

"اے خدا! اگر یہ پانی میرے راستہ میں روک نہ ہوتے۔ تو میں تیرے دین کے علم کو اسوقت اور آگے لے جاتا"

(۶) یہی عقبہ تھے کہ جب انہوں نے ٹیونس میں شہر قیروان کی بنیاد ڈالنے کا فیصلہ کیا۔ اور وادی کو جنگل۔ اور جنگل کو سانپوں اور درندوں سے پر پایا۔ تب وحشی باشندگان جنگل کو مخاطب کر کے سالار اسلام نے کہا۔ "سنو! اے جنگل کے سانپو اور درندو! محمد رسول اللہ کے صحابہ یہاں چھاؤنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ تم نکل جاؤ" اس آواز میں کیا رعب تھا۔ کیا جادو تھا۔ کیا خاص بات تھی کہ درندے اور سانپ اپنے بچوں کو منہ میں دبا دبا کر جنگل سے نکل گئے۔ کاروان اسلام نے قیروان کا شہر آباد کر دیا۔

(۷) طارق نے سپین کی سرزمین پر جھنڈا گاڑ دیا۔ اور بحری سواری کے سامان جلوا دیئے۔ اکثر نوجوانوں نے۔ الجنۃ۔ الجنۃ کہکر جوہر مردانگی دکھاتے ہوئے موت کے دروازہ سے خدا کے ساتھ وصال حاصل کیا۔ اور جوش ایمان سے کہا" اگر مریں گے تو جام شہادت پئیں گے۔ اور اگر جنگ میں جیتیں گے۔ تو فتح کا تاج پہنیں گے"۔

(۸) ان مردوں کے علاوہ عورتوں اور لڑکیوں میں بھی یہی جوش ایمان اور ولولۂ ایمان تھا۔ حضرت خولہ نو عمر خاتون ضرار ابن ازور کی بہن تھیں۔ دونوں بہن بھائی خاص ایمان و شجاعت کے زیور سے آراستہ تھے۔ ایک موقعہ پر مسلمان عورتیں قید ہو گئیں۔ ان کے پاس ہتھیار نہ تھے۔ مسیحی لشکر کا سردار پطرس خولہ پر عاشق ہو گیا۔ بے بس قیدیوں میں سے بہادر خولہ اٹھیں اور تقریر کی۔ "ہم مجاہدین اسلام کی لڑکیاں۔ محمد رسول اللہؐ کی پیرو ہیں۔ اور کیا اب ہم ان وحشیوں اور بت پرستوں کی لونڈیاں اور معشوقہ بنیں! وہ موت بہتر ہے"۔ خولہ کی تائید دوسری لڑکی عفیرہ نے کی۔ اور خیمہ کی چوبوں کو ہتھیار بنا کر ان دونوں لڑکیوں کی قیادت میں عورتیں صف بند ہو کر دائرہ میں کھڑی ہو گئیں۔ اور جو آگے بڑھا۔ اسے موت کے گھاٹ اتارا یہ حالت دیکھ کر پطرس خود آیا۔ اور اظہار محبت کرنے لگا۔ اور عزت و عظمت کا لالچ دینے لگا۔ اس پر خولہ بولیں اور خوب بولیں:

اے کافر! کتے! بت پرست کیا تو محمد رسول اللہ کی ماننے والیوں سے اظہار تعشق کرتا ہے آ تجھے واصل جہنم کروں۔ خولہ ابھی یہ کہہ رہی تھی کہ آواز آئی "خالد ضرار" اور یہ آواز ہی مسیحی فرار کے لئے کافی تھی۔

(۹) ملک شام کی لڑائیوں میں ایک اور جگہ حضرت خالد رضؓ نے ان دونو بہادر لڑکیوں کو عورتوں کی پلٹنوں کا کمانڈر مقرر کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ بھاگنے والے مسلمانوں کو گنہ گار اور مرتد کہہ کر میدان جنگ میں واپس کریں۔ اور ضرورت کے وقت اپنی خود حفاظت کریں۔ جس کی ان بہادر خواتین اسلام نے مستعدی سے ایسی تعمیل کی۔ اور تاریخ اس کی اب تک شاہد ہے۔

۱۰- آبان ایک نوعمر سپاہی تھے اور ٹامس مسیحی لشکر کا دمشق میں سردار تھا مؤخر الذکر نے زہر میں بجھے ہوئے تیر سے آبان کو زخمی کر کے شہید کر دیا - آبان اور اس کی بیوی نئے دولہا دولہن تھے - دلہن میدان کے دوسرے حصہ سے بھاگ کر میاں کو دیکھنے آئی مگر اس کے آنے سے قبل اس کا محبوب خاوند واصل بحق ہو گیا اس پر بیوی نے شہید کی لاش پر جھک کر کہا۔

"میرے محبوب ! ہم کو خدا نے جدا کرنے کے لئے اکٹھا کیا تھا - میں تمہیں ملنے کے لئے آئی ہوں - اب اس جسم کو تیرے بعد کوئی نہیں چھوئے گا یہ اب خدا کے سپرد ہے" اس کے بعد خاوند کا تیر کمان سنبھالا اور پہلے دشمن کے علمبردار کو پیوند خاک کیا اور اس کے بعد ٹامس کی آنکھ میں تیر مار کر اسے ایسا سخت زخمی کیا کہ وہ لڑائی کے قابل نہ رہا اور آخر مارا گیا - اور اس کے بعد بدلہ لے کر شربت شہادت پی کر اپنے شہید دولہا سے جا ملی ہوں گی - یہ تھا مسلمان فیض یافتگان خلافت کا دل۔

مسلمان کا ہاتھ

خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کا ہاتھ اونچا کیا ان کو افلاس سے نکال کر متمول بنایا اور زمین کے خزائن کا مالک بنایا اور اس قدر کہ حضرت عمر رضہ نے ۳۶ ہزار قصبات آباد کئے اور روئے زمین پر لا الہ الا اللہ کا سکہ نقش ہوا اور بیت المال کی باقاعدہ بنیاد پڑی - اور فتح ایران پر ۹۰۰ اونٹ مال غنیمت سے لدے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچے اور ۶۰ ہزار فاتحین قادسیہ میں سے ہر ایک کو ۱۲۰۰ درہم ملے اور علاوہ دوسرے اموال کے اکیلے سیدنا علیؓ کے حصہ میں کسریٰ کے ایک خاص غالیچہ کا جو ٹکڑا آیا اس سے حضرت کو ۸ ہزار درہم ملے ساحل افریقہ پر جہازوں کی تباہی کے بعد کہا جاتا ہے کہ ایک بوڑھا عرب بیٹھا تھا کسی نے اس کے ہاتھ سے چھڑی چھیننا چاہی مگر چھین جھپٹ میں چھڑی ٹوٹ گئی تو اس کے اندر سے جواہرات اور سونے کے سکے نکلے یہ تھا مسلمانوں کا متمول!

اور سنیئے خلافت ثانیہ میں حضرت عباس رضہ کو ۲ لاکھ درہم سالانہ وظیفہ ملتا تھا - بدری صحابہ کو پانچ پانچ ہزار صاحبزادگان حسین رضہ و حسن رضہ میں سے ہر ایک کو اسی قدر - امہات المومنین میں سے ہر ایک کو دس ہزار اور حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کو ۱۲ ہزار درہم سالانہ ملتے تھے باوجود اس قدر دولت کے یہ لوگ دل کے غریب فیاض اور دین کے پابند تھے۔

مسلمان کا دماغ

ان علوم و فنون کے علاوہ جن کی شہادت آج تک عربی زبان کا آئی الجبرا میں اور اعلیٰ عمارتیں دہلی و غرناطہ و قرطبہ میں اور عربی عبارتیں انگلستان کے محلات پر (کرسٹل پیلیس Crystal Palace حیمپٹن کورٹ Hampton Court برائٹن وغیرہ) پیش کر رہی ہیں مسلمان سپاہی فنون جنگ اور میدان جنگ میں اپنی سادگی کے باوجود دماغی لحاظ سے بھی ممتاز تھا - ہم دیکھتے ہیں کہ کہیں ۳۰ صندوقوں میں جانباز سپاہی بند کر دیئے جاتے ہیں اور جب مال غنیمت سمجھ کر دشمن ان کو قلعہ میں لے جاتا ہے تو صندوق توڑ موقعہ شناس بہادر باہر نکل پڑتے ہیں اور اللہ اکبر کہہ کر قلعہ کے دروازے کھول دیتے ہیں - کہیں بھیس بدل کر تدبیر سے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں کہیں ایسی ہوشیاری و ترتیب دوربینی سے کام لیتے ہیں جیسی کہ ذیل کی مثال ہے :- حلب کا محاصرہ تھا فصیل کا توڑنا یا اس پر چڑھنا محال ہو رہا تھا - تب سردار لشکر اسلام نے تمام سپاہ کو مخاطب کر کے کونسی تدبیر پوچھی اور خواہش ظاہر کی کہ کوئی صاحب تدبیر بہادر اس شہر پناہ کو تسخیر کرے - اس پر ایک جری قد آور جسیم دشمن دز عرب نے اپنے تئیں پیش کیا اور سات مددگار طلب کئے - رضا کاروں کی کہاں کمی تھی - آٹھوں مجاہدین روانہ ہوئے بکریوں کی کھالیں اوڑھ لیں منہ میں سوکھی روٹی پکڑ لی چاروں ہاتھ پاؤں کے بل اس طرح سے چلتے گئے اور روٹی کی ایسی آواز نکالی کہ مسیحی پہرہ دار سمجھے کتے جا رہے ہیں۔ دیوار کے پاس پہنچ کر لیڈر بیٹھ گیا اور ساتوں بہادروں کو اوپر نیچے اپنے کندھوں پر بٹھا لیا - اور ایک ایک کر کے پہلے ساتوں اور بعد میں آٹھواں کھڑا ہو گیا اس طرح اوپر کا جوان دیوار پر چڑھ گیا پھر کیا تھا عمامہ پھینکا پہلے ایک پھر ہر ایک کو عمامے جوڑ اوپر کھینچ لیا پہرہ داروں کو زیر کیا اور شہر کے دروازے کھول دیئے - اور سنیئے لکھا ہے کہ جب انطاقیہ میں ضرار اور چند دیگر معزز مسلمان قید ہوئے - تب ہرقل شاہ روم نے قیدیوں سے چند سوال کئے انہیں میں سے بعض سوال اور جواب حسب ذیل ہیں۔

ہرقل :- تمہارے بادشاہ کیسے فرش پر بیٹھتے ہیں۔

مسلمان قیدیوں کا نمائندہ بزرگ - انصاف اور مساوات کے فرش پر۔

شاہ روم - ان کا تخت کیا ہے؟

مسلمان قیدی :- راستی اور پرہیزگاری کا

سوال :- تمہارے خلیفہ (عمر رضہ) کا خزانہ کیا ہے۔

جواب :- توکل علی اللہ

س :- خزانہ کے محافظ کون ہیں۔

ج :- اللہ کی توحید پر بہترین ایمان رکھنے والے

یہ تھا مسلمانوں کا روشن دماغ اور اسی نے میدان جنگ کے بعد میدان اصلاح میں وہ کچھ کیا جو آج یورپ کی اصلاح ریفارم Reform اصلاح مذہب اور علمی ترقی کا موجب ہوا ہے۔

خلاصہ و دعا جذبات

یہ ہے نقشہ زمانہ خلافت کا اور اس کے بعد کا مسلمانوں کی موجودہ حالت مقتضی ہے کہ ہم نے پھر سے وہ روح تازہ کرنا ہے جس کے فقدان نے عزت کے بعد ذلت دکھائی ہے - مالدار مسلمان نے اپنے جواہرات ٹھیکریاں سمجھ کر پھینک دیئے اور مفلس کافر نے اپنی ٹھیکریاں ناکارہ سمجھ کر پھینک دیں اور ہوشیاری سے مسلمان کے قیمتی موتی اٹھائے یعنی مسلمان نے چھوڑا مگر اسلام - اور ذلت دی اور کافر نے چھوڑا مگر کفر - اور اسلام کی تعلیم پر عامل ہو کر عزت حاصل کی - اے اللہ ہم تجھ سے چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو پھر سے مسلمان کر دے اور نئی خلافت میں ان کو خلافت کا مسلمان بنا اور کافروں کو بھی ایسا اسلام دے جو زمانہ خلافت میں تھا جس کی نسبت ایک دشمن اسلام مؤرخ کہتا ہے :- "جائے حیرت ہے کہ جو شخص بھی ایک دفعہ اسلام لایا خواہ وہ شمشیر کے ذریعہ ہی لایا ہو - جو کہ اسلام کا خاص حربہ تھا - وہ پھر ایسا ایمان دار ہوا کہ اس نے اپنے نئے مذہب کے لئے ہر طرح قربانی کی اور مرتد نہیں ہوا" (تاریخ اس کی بہت مثالیں پیش کرتی ہے) خدا نے ہم کو وعدہ دیا ہے کہ کل ادیان پر اسلام غالب ہوگا - خلافت پھر سے ہم میں موجود ہے - تاریخ اسلام کا وہ زمانہ عود کر رہا ہے جو فتوحات میں بے نظیر تھا ضرورت ہے کہ ایمان کی نعمت سے مالا مال ہونے کے بعد تنظیم کی برکت سے ایثار کرتے ہوئے زمانہ خلافت اسلام کا ہر مرد اور ہر عورت اور ہر نوجوان نمونہ بن جائیں ہمارے سامنے موسیٰ بن نصر گورنر شمالی افریقہ و سپین فاتح سسلی و سارڈینیا جیسے بوڑھے غازیان بر و بحر ہیں (ابن بطوطہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے سسلی میں ہر دس گز پر مسجد تعمیر شدہ دیکھی) ہمارے سامنے نعمان فاتح ایران ہیں جنہوں نے فتح و شہادت دونوں کی خواہش کی اور جب تین مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر علم کو جنبش دے کر حملہ کیا اور فتح حاصل کر لی تو پھر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا" اے خدا فتح تو ہو گئی مگر میں نے شہادت کے لئے بھی تو استدعا کی تھی وہ بھی قبول فرما -" اس کے بعد جان جان آفرین کے سپرد کر کے شہادت کا تاج پہنا۔

ہم حضرت خالد کی شجاعت اور بعد کی اطاعت کو سنہری حروف سے تاریخ کے صفحات پر منقوش دیکھتے ہیں اور ہماری آنکھوں کے سامنے منکرین خلافت اور عداوان اہل بیت کی قسمت سے بھی واقف ہیں اس لئے پہلے واقعات سے سبق لیں اور اللہ سے دعا کریں کہ ہمیں وہ کچھ دکھائے جو پہلوں نے دیکھا جس کی ایک مثال حضرت سعد بن ابی وقاص پیش کرتے ہیں - جب یزدجرد کو شکست ہوئی کسریٰ کی سلطنت اس طرح ٹکڑے ہوئی جس طرح اس (یزدجرد) نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خط کو پھاڑ کر

کئے تھے۔ جس کی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی) اس وقت میدان کے ویرانوں کو دیکھ کر اور ایرانیوں کی شکستہ حالت پر نظر کر کے حضرت قائد لشکر اسلام نے قرآن پاک کی حسب ذیل آیات پڑھیں۔ کم ترکوا من جنٰت وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیھا فاکھین۔ کذالک واورثنا قوما آخرین۔ فما بکت علیھم السماء والارض وما کانوا منظرین سورہ دخان۔ آیات ۲۶-۳۰۔ کیا منظر تھا جو قرآن کے سننے والوں نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔

فالحمد للہ کہ ہم نے بھی جو بشارات سنی تھیں ان کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔ برکات خلافت ثانیہ کے ۲۵ سالہ عہد کو دیکھا ہے۔ اور فرط محبت سے تجربہ کی بنا پر کہتے ہیں۔ ؎

نعرہ اللہ اکبر کر دیا ہم نے بلند
جب عدو کہنے لگا اسلام کا کچھ بھی نہیں
ہے عدو کے ہاتھ میں تیغ وسناں تیر وتفنگ
ہاتھ میں اپنے بجز تیرِ دعا کچھ بھی نہیں
مطلع مغرب سے چمکا نیر نصف النہار
آنکھ کھولو منکرو اب بھی گیا کچھ بھی نہیں

غیر مذاہب کے لوگوں کی جدوجہد

جزیرۃ العرب میں عیسائی مشن

جزیرۃ العرب میں عیسائی مشنریوں کی مساعی کے سلسلہ میں سہ ماہی رسالہ "ورلڈ ڈومینین" میں ایک مشنری خاتون کا مضمون شایع ہوا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ اسوقت عرب کے ستر لاکھ باشندوں میں تین مضبوط عیسائی مشن کام کر رہے ہیں۔ یعنی امریکہ کا ریفارمڈ چرچ۔ چرچ آف سکاٹ لینڈ اور چرچ آف ڈنمارک۔ ان میں سے امریکن چرچ تو خلیج فارس میں کام کر رہا ہے۔ اور باقی دو عدن کے علاقہ میں ہیں۔ کل پرچر ۲۷ ہیں۔ مشن کی طرف سے عدن میں ایک سکول بھی جاری ہے۔ اور انجیل کے وعظ کا بھی باقاعدہ انتظام ہے۔ تبلیغ عیسائیت کا سب سے بڑا حربہ یعنی طبی امداد بھی یہاں کارفرما ہے۔ آٹھ بڑے اور آٹھ چھوٹے ہسپتال ہیں۔ نو ڈاکٹر اور چھ دایہ خدمات کے لئے مقرر ہیں۔ بڑے ہسپتال میں ۲۵۰ مریضوں کے لئے بستروں وغیرہ کا انتظام ہے۔ جو لوگ طبی امداد کے لئے آتے ہیں۔ ان کو عیسائیت کا وعظ کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف جگہوں پر پرائمری سکول۔ نیز لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ابتدائی کلاسیں جاری ہیں۔ عربوں کے شدید مذہبی تعصب کے باوجود عیسائی مناد اور دوسرے کارکن لوگوں کے گھروں میں جا کر بھی ان کو تبلیغ کرتے ہیں۔ بحرین میں تعلیم انجیل کا باقاعدہ انتظام بیس سال سے جاری ہے۔ جس کی انچارج ایک عیسائی عورت ہے۔ اس کی عرب سہیلیاں بھی جو اس کے پروگرام کے مطابق اس کام میں اس کی مدد کرتی رہتی ہیں۔ اتوار کے روز عورتیں کثیر تعداد میں وہاں آتی ہیں۔ بعض سینے پرونے کا کام بھی وہیں سے آتی ہیں۔ اور جب سب عورتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ تو ان کو بائیبل کی کوئی کہانی پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ پھر اس سے اخذ کردہ نتائج پر بحث ہوتی ہے۔ بعض عورتیں عیسائی لٹریچر پڑھنے کے لئے لے جاتی ہیں۔ اور پھر اگلے ہفتہ واپس لے آتی ہیں۔ مفت لٹریچر بہت کم تقسیم کیا جاتا ہے۔ معززین کی مستورات سے ان کے گھروں میں جا کر ملاقاتیں کی جاتی ہیں۔ جن میں سے بعض تو سارا سارا دن جاری رہتی ہیں۔ بلکہ اب تو یہ حالت ہو گئی ہے۔ کہ بعض گھروں سے بلاوا آتا ہے۔ کہ آکر بائیبل کی کہانی سنائیں۔

اسکے علاوہ ابتدائی طبی تعلیم سے بھی تبلیغ کا کام لیا جاتا ہے۔ موسم گرما میں کھلے میدان میں میجک لینٹرن کے ذریعہ ملیریا۔ سل۔ اور اسی قسم کے دوسرے امراض کے متعلق لیکچر دیئے جاتے ہیں۔ زچہ وبچہ کی بہبودی کی باتیں سکھائی جاتی ہیں۔ مشنری ڈاکٹر معمولی ادویہ ساتھ لے کر دیہات اور دور افتادہ علاقہ کے دورے بھی کرتے ہیں۔ مریضوں کے دانت نکالتے ہیں۔ عورتوں کو ٹیکے لگاتے ہیں۔ اور کئی مریضوں کو ہسپتالوں تک پہنچنے کا کرایہ دیتے ہیں۔ اور اس طرح کئی قسم کی ترغیب وتحریص کے ذریعہ انہیں مرکز میں لایا جاتا ہے۔ جو بچے مشنوں کی طرف سے جاری کردہ کلاسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کو تحائف وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔ کسی کو کپڑے بنوا دیئے گئے۔ کسی کو معمولی سی مالی امداد دے دی گئی۔ وغیرہ۔ ایک چھوٹا سا یتیم خانہ بھی جاری ہے۔ جس میں فی الحال آٹھ بچے رہتے ہیں۔ اور اس میں پرورش پانے والے بچوں کو عیسائیت کے رنگ میں رنگین کرنے کے لئے بعض اوقات غیر ممالک میں بھیجدیا جاتا ہے۔

حالات حاضرہ کے متعلق وائسرائے ہند کی تازہ تقریر

۶ جنوری ناگپور میں تقریر کرتے ہوئے ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند نے کہا۔ اسوقت ہمیں جس بین الاقوامی اور ملکی صورت حالات کا سامنا ہے۔ اس کی وجہ سے ایسے اہم مسائل پیدا ہو چکے ہیں۔ جو ان لوگوں کی فوری توجہ کے مستحق ہیں۔ جن پر ہندوستان کے معاملات کو سلجھانے کی ذمہ واری ہے۔ جنگ نے جو حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ ان کی وجہ سے ایک ایسی صورت حالات پیدا ہو چکی ہے۔ جو نہ صرف برطانیہ بلکہ ساری دنیا اور ہندوستان کیلئے متعلق اہمیت رکھتی ہے۔ ہندوستان کے لئے موجودہ جنگ نہ صرف مادی نقطہ نگاہ سے بلکہ سیاسی نقطہ نگاہ سے بھی بھاری اہمیت رکھتی ہے۔ اتحادیوں کی کامیابی ان اصولوں کی کامیابی ہے۔ جن کو سامنے رکھ کر انہوں نے اعلان جنگ کیا ہے۔ اور یہ مقاصد ہندوستان جیسے ملک کے لئے خواہ اس کے اندرونی اختلافات کتنے بھی گہرے کیوں نہ ہوں۔ بھاری اہمیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ مجھے یہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی ہے کہ ہندوستانیوں نے موجودہ جنگ میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں سے پوری پوری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اور اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ موجودہ جنگ میں دل سے اتحادیوں کی فتح چاہتے ہیں۔ مجھے اس ناخوشگوار تبدیلی کا احساس ہے جو جنگ شروع ہونے کے بعد کانگرس وزارتوں کے استعفے کے نتیجہ کے طور پر ملک کے نظم ونسق میں ہوئی ہے۔ برطانیہ کے جنگی مقاصد کے متعلق اس ملک کے سیاسی لیڈروں کے دل میں جو شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ملک معظم کی گورنمنٹ کے نمائندوں کے بیانات سے وہ کسی وجہ سے دور نہیں ہو سکے۔ مجھے اسبات کا انتہائی افسوس ہے کہ ایسے موقعہ پر صوبائی نظم ونسق کے خوش اسلوبی سے چلنے میں رکاوٹ پیدا ہوئی ہے۔ اور یہ رکاوٹ ہندوستان کی سیاسی ترقی کے ان مراحل میں حائل ہو رہی ہے۔ جن میں سے ہندوستان کا درجہ نو آبادیات کے حصول کے لئے گزرنا ضروری ہے۔ میں یہ کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ ملک معظم کی گورنمنٹ کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے۔ کہ ہندوستان کو جلد از جلد درجہ نو آبادیات دیدیا جائے۔ اور اب بھی ملک معظم کی گورنمنٹ کی یہ دلی آرزو ہے۔ کہ جونہی حالات اجازت دیں۔ وہ ہندوستان کو نو آبادیات کی سطح پر دیکھے +